دروسِ رمضان

رمضان المبارک کے فضائل وآداب سے متعلق یومیہ دروس کا ایک مختصر نصاب

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ ابوزید ضمیر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

کتاب و سنت (محدث) لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسا اوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دروسِ رمضان

رمضان المبارک کے فضائل وآداب سے متعلق
یومیہ دروس کا ایک مختصر نصاب

فضیلۃ الشیخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ تعالیٰ

Published by:
IQRA THE TRUTH
Reaching the message of Allah to all mankind.

فون: +91-9773289009 / +91-9970834402
ای میل: info@iqrathetruth.com
ویب سائٹ: www.iqrathetruth.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

©جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

اس کتاب یا اس کے کسی حصے کی طباعت سے قبل مصنف/مؤلف سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔

سلسلۂ اشاعت نمبر [۲۹]

نام کتاب : دروسِ رمضان

مصنف : فضیلۃ الشیخ ابو زید ضمیر حفظہ اللہ تعالیٰ

کمپوزنگ وطباعت : غزالی ٹائپ سیٹرس اینڈ پرنٹرس، ممبئی

تاریخ اشاعت : ۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۷ رمئی ۲۰۱۸ء

ناشر : اقراء دی تروتھ فاؤنڈیشن

نیرول، نوی ممبئی

ملنے کا پتہ

اقراء دی تروتھ فاؤنڈیشن (نیرول، نوی ممبئی)

فون: 9970834402 / 9773289009 ای میل: info@iqrathetruth.com

ویب سائٹ: www.iqrathetruth.com / www.fortressofmuslim.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
	مقدمہ	۶
۱	ماہِ رمضان کی فضیلت	۹
۲	روزہ کی فضیلت	۱۳
۳	قیام رمضان کی فضیلت	۱۶
۴	رمضان کا مہینہ ضائع کرنے کی مذمت	۲۰
۵	وقت سے پہلے افطار	۲۴
۶	رمضان اور سرکش شیاطین	۲۷
۷	روزہ کا مقصد	۳۱
۸	روزہ اور اخلاص	۳۶
۹	روزہ اور جھوٹ	۴۱
۱۰	سحری کی فضیلت	۴۵
۱۱	سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی	۴۹
۱۲	افطار کے وقت مسنون ذکر	۵۴
۱۳	رمضان اور تلاوت قرآن	۵۸
۱۴	روزہ میں لڑنے جھگڑنے سے بچنا	۶۳
۱۵	روزہ اور دعا	۶۶
۱۶	روزہ دار کو افطار کرانا	۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱۷	رمضان اور اعتکاف	۷۳
۱۸	لیلۃ القدر کی فضیلت	۷۷
۱۹	لیلۃ القدر میں قیام کی فضیلت	۸۳
۲۰	آخری عشرہ اور عبادت میں مجاہدہ کرنا	۸۷
۲۱	رمضان اور گناہوں سے توبہ	۹۱
۲۲	اللہ کے ذکر کی فضیلت	۹۵
۲۳	رمضان میں عمرہ کی فضیلت	۹۹
۲۴	رمضان اور سخاوت	۱۰۲
۲۵	رمضان اور نزول قرآن	۱۰۶
۲۶	بیمار اور مسافر کے لیے سہولت	۱۰۹
۲۷	صدقۃ الفطر کی فضیلت و مقصد	۱۱۳
۲۸	عید کا دن	۱۱۷
۲۹	رمضان کے بعد (۱)	۱۲۱
۳۰	رمضان کے بعد (۲)	۱۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں دیے گئے بعض حوالوں کے رموز

(خ)	....	صحيح الامام البخاري
(م)	....	صحيح الامام مسلم
(د)	....	سنن أبي داود
(ت)	....	سنن الترمذي
(ن)	....	سنن النسائي
(ه)	....	سنن ابن ماجه
(حم)	....	مسند أحمد بن حنبل
(ك)	....	المستدرک للحاکم
(تخ)	....	التاريخ للبخاري
(حب)	....	صحيح ابن حبان
(طب)	....	الطبراني في الكبير
(طس)	....	الطبرانى في الصغير
(طص)	....	الطبراني في الصغير
(ش)	....	مصنف ابن أبي شيبة
(ع)	....	مسند أبي يعلىٰ
(قط)	....	الدار قطني
(حل)	....	حلية الاولياء لابي نُعيم
(هب)	....	شعب الايمان للبيهقي
(هق)	....	سنن البيهقي
(خذ)	....	صحيح ابن خزيمة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ.

رمضانُ المبارک تقویٰ کے حصول کا مہینہ ہے۔ اِس مہینے میں عموماً لوگوں کے دلوں میں دین کی طرف رغبت اور اعمال کا شوق دیگر مہینوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ بہت سے وہ مسلمان بھی جو عام دنوں میں دین سے دور گناہوں میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، رمضان کے آتے ہی اپنی برائیوں کو چھوڑ کر دینداری کا راستہ اپنا لیتے ہیں۔

اِس مہینے میں عبادات ومجاہدوں کی کثرت سے دل بھی نرم ہوجاتا ہے اور اِس میں وعظ ونصیحت کا اثر لینے کی صلاحیت عام دنوں کے مقابلہ میں بڑھ جاتی ہے۔لٰہذا ائمہ ٔمساجد کو چاہیے کہ اِس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھائیں اور لوگوں کی اصلاح وتربیت کا خصوصی انتظام کریں۔

یہ مختصر سا رسالہ اِسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ اِس کا مقصد لوگوں کو رمضان اور اُس سے متعلق اعمال کی ترغیب دلانا ہے تاکہ وہ اِس مہینہ کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔

اِس رسالہ میں کل تیس ابواب ہیں ہر باب میں رمضان ہی سے متعلق فضیلت یا ادب کا ذکر ہے۔ اِس رسالہ میں فقہی تفصیلات سے اِجتناب کرتے ہوئے اِس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ رمضان کی اصل روح تقویٰ اور عُبودِیت کے پہلو کو زیادہ اُجاگر کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔لہٰذا قارئین کو کتاب میں فقہی انداز کی بجائے تزکیۂ نفس کا اُسلوب غالب دکھائی دے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِس کوشش کو مؤلف کے لیے اجر وثواب اور نجات کا ذریعہ بنائے اور پڑھنے والوں کو اِس سے فائدہ پہنچائے۔

تمام تر احتیاط کے باوجود بہت ممکن ہے اِس چھوٹے سے کتابچہ میں بھی کوئی کمی رہ گئی ہو۔موقر اہل علم سے گزارش ہے کہ اصلاح طلب امور کی نشاندہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ابوزید ضمیر

۱۱/رجب ۱۴۳۸ھ

۸/اپریل ۲۰۱۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ.

یہ مختصر سا کتابچہ دروس رمضان کے عنوان سے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔ دراصل یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے جس میں بعض ابواب میں کچھ مناسب اضافے کیے گئے ہیں اور بعض ابواب کی ترتیب میں رمضان کی تاریخوں کا لحاظ کرتے ہوئے مناسب تقدیم وتاخیر کی گئی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس حقیر سی کوشش کو مؤلف کے لیے اجر وثواب اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے اور جن حضرات نے اس کی طباعت میں کسی بھی اعتبار سے تعاون کیا ہو انھیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

اہل علم حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ کتاب میں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ابوزید ضمیر

۷ رمئی ۲۰۱۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱:

ماہِ رمضان کی فضیلت

رمضان کا مہینہ اللہ تعالی کی طرف سے برکتوں اور رحمتوں کے نُزول کا مہینہ ہے۔اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس مہینہ کو ماہِ مبارک قرار دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: تم پر ماہِ رمضان آیا ہے جو ایک مبارک مہینہ ہے۔[1]

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔اس مہینہ میں دینی ماحول کے اثر سے لوگوں کے دل اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ نیک اعمال کا اہتمام دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کے باوجود روزہ دار کے لیے نماز، تلاوتِ قرآن، صدقہ وخیرات جیسے اعمال نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتے ہیں بلکہ اُن کی مقدار بھی عام دنوں کے مقابلہ میں بڑھ جاتی ہے۔پھر دن بھر روزہ رکھ کر رات میں تھکان اور کمزوری کے باوجود قیام اللیل کی لمبی لمبی رکعتیں ادا کرنا بھی اِسی مہینہ کا خاصہ ہے۔یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نہ صرف نیکیوں کے راستوں میں اضافہ کی دلیل ہے بلکہ بندہ کے لیے توفیق اور استعداد میں بھی برکت کی علامت ہے۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ماہِ رمضان کا ماہِ مبارک ہونا بالکل ظاہر ہے۔

یہ عام مشاہدہ ہے کہ رمضان المبارک کے آتے ہی ماحول میں ایک تبدیلی سی آجاتی ہے۔ہر طرف ایک نورانی ماحول دکھائی دیتا ہے۔جن لوگوں پر فرض نمازیں بھی بھاری ہوا کرتی تھیں وہ قیامِ رمضان کی لمبی لمبی رکعتوں میں صف میں ہاتھ باندھے کھڑے دکھائی

---

[1] - قال النبي ﷺ: أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔ (حم ن هب) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ۵۰] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کے لیے ایک وقت کی چائے چھوڑنا بھی مشکل تھا، دن بھر بھوک پیاس کی تکلیف خوشدلی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ سال بھر مال جمع کرنے میں مصروف رہنے والے بھی اِس مہینہ میں غرباء وفقراء پر خرچ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سب رمضان المبارک کی برکات نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ رمضان ہی کی برکت ہے کہ گھر کے بڑوں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی صبح سے شام تک روزہ کی بھوک پیاس برداشت کرنے کے لیے بخوشی تیار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض تو والدین کے منع کرنے کے باوجود روزہ رکھنے کی ضد کرنے لگتے ہیں۔

رمضان کا روحانی ماحول ہر شخص کو بے عملی سے عمل کی طرف اور سستی سے مجاہدہ کی طرف کھینچ لاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو عام دنوں میں اپنے رب سے بھاگ کر گناہوں کی وادیوں میں جا بسے تھے، شرمندہ ہو کر واپس لوٹ آتے ہیں اور اللہ کے حضور توبہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے دکھائی دیتے ہیں۔

پھر تجارتوں کا فروغ، گھروں میں رزق کی فراخی اور آپس میں ایک دوسرے پر خرچ میں اضافہ بھی اِسی برکت کا ایک مظہر ہے۔

پھر رمضان المبارک کا مہینہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے نزول کا مہینہ ہے بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ وہ گناہوں کی مغفرت کا بھی مہینہ ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان میں سرزد ہونے والی تمام خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (مسلم)[1]

---

[1] - قال النبي ﷺ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ. [م: الطهارة ٣٤٤] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکیاں گناہوں کو مٹاتی ہیں۔ یہ بات قرآن کریم میں بھی بیان ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو ہم تمہاری (چھوٹی) برائیوں کو مٹا دیں گے۔[النساء:۳۱]

کبیرہ گناہ بڑے گناہوں کو کہتے ہیں۔ یہ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر دنیا میں حد یعنی شرعی سزا ہو، یا آخرت میں سزا کی وعید ہو، یا اللہ کے غضب، اُس کی لعنت، جہنم میں دخول یا جنت سے محرومی سے ڈرایا گیا ہو۔[1]

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نیک اعمال کے ذریعہ جہاں ہماری نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف نامۂ اعمال سے گناہ بھی مٹا دیے جاتے ہیں۔

لیکن کفارے کے تعلق سے یہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ کفارہ صرف چھوٹے گناہوں کا ہوتا ہے، کیونکہ بڑے گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ہاں، اگر اللہ اپنے فضل سے خود ہی معاف کر دے تو یہ اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جسے چاہے

---

[1] - قال ابن تيمية رَحِمَهُ اللهُ: الْكَبَائِرُ هِيَ مَا فِيهَا حَدٌّ فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي الْآخِرَةِ: كَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَالْقَذْفِ الَّتِي فِيهَا حُدُودٌ فِي الدُّنْيَا. وَكَالذُّنُوبِ الَّتِي فِيهَا حُدُودٌ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْوَعِيدُ الْخَاصُّ. مِثْلُ الذَّنْبِ الَّذِي فِيهِ غَضَبُ اللهِ وَلَعْنَتُهُ أَوْ جَهَنَّمُ؛ وَمَنْعُ الْجَنَّةِ كَالسِّحْرِ وَالْيَمِينِ الْغَمُوسِ وَالْفِرَارِ مِنْ الزَّحْفِ وَعُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةِ الزُّورِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ. هَكَذَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَة وَأَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْعُلَمَاءِ. [مجموع الفتاوى ج ۱۱ص ٦٥٨]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاف کر دے۔

دو نمازوں کے درمیان ہونے والے گناہ اُن نمازوں کی برکت سے مٹا دیے جاتے ہیں، اِسی طرح جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک کے گناہوں کا بھی کفارہ ہو جاتا ہے۔ پانچ نمازیں دن کے اعتبار سے، جمعہ ہفتہ کے اعتبار سے اور رمضان سال کے اعتبار سے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

لیکن یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب پانچ نمازوں کے اہتمام سے اُن کے درمیان صادر ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو پھر جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اہلِ علم کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ اگر انسان کے نامۂ اعمال میں صغیرہ (یعنی چھوٹے) گناہ ہوں تو نیک اعمال سے چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اگر نامۂ اعمال میں چھوٹے گناہ نہ ہوں تو یہ بھی ممکن ہے کہ اس شخص کے بڑے گناہوں میں تخفیف کر دی جائے۔[1]

خلاصۂ کلام یہ کہ رمضان ایک نہایت ہی قیمتی موقع ہے۔ اس مہینے میں اللہ رب العالمین اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ اِس مبارک مہینے کی قدر کریں اور شکر گزاری کے جذبہ کے ساتھ، توبہ و استغفار کرتے ہوئے، عبادات و مناجات کے ذریعہ اللہ رب العالمین کے قرب اور اُس کی رضا کے حصول میں اپنے اوقات اور اپنی قوتوں کو صرف کریں۔

☆☆☆

---

[1] - قال النووي رَحِمَهُ اللهُ: وَالْجَوَابُ مَا أَجَابَهُ الْعُلَمَاءُ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَذْكُورَاتِ صَالِحٌ لِلتَّكْفِيرِ فَإِنْ وَجَدَ مَا يُكَفِّرُهُ مِنَ الصَّغَائِرِ كَفَّرَهُ وَإِنْ لَمْ يُصَادِفْ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً كُتِبَتْ بِهِ حَسَنَاتٌ وَرُفِعَتْ بِهِ دَرَجَاتٌ وَإِنْ صَادَفَتْ كَبِيرَةً أَوْ كَبَائِرَ وَلَمْ يُصَادِفْ صَغِيرَةً رَجَوْنَا أَنْ يُخَفِّفَ مِنَ الْكَبَائِرِ واللهُ أَعْلَمُ. [شرح النووي على مسلم ج ٣ ص ١١٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲:

روزہ کی فضیلت

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ **اَلرَّیَّان** ہے جس سے قیامت کے دن صرف روزے دار داخل ہوں گے، اُن کے سوا اُس دروازے سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ کہا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ اِس پر وہ اٹھیں گے اور اُس دروازے سے داخل ہو جائیں گے، اِس کے بعد وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر اُس سے کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)[1]

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں ایک دروازہ ہے جس کا نام **اَلرَّیَّان** ہے، اُس دروازے سے روزہ داروں کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری)[2]

جنت سلامتی کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے متقین کے لیے ابدی رہائش گاہ بنایا ہے۔ اِس خوبصورت اور نعمتوں سے بھری جنت میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آٹھ دروازے بنائے ہیں۔ جن میں سے ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے خاص کر دیا ہے۔ یہ روزہ داروں کے لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی اکرام ہوگا جس سے دوسروں کے مقابلہ میں اُن کا مقام نمایاں ہوگا۔

---

[1] - قال النبي ﷺ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ. يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ، فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ. [خ: الصوم ١٨٩٦ - م: الصيام ١٩٤٧] عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ واللفظ لمسلم

[2] - قال النبي ﷺ: فِي الجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ، لاَ يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ. [خ: بدء الخلق ٣٢٥٧]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الریان کے معنی سیراب کے ہیں جو عطشان (پیاسا) کی ضد ہے۔[1] چونکہ روزہ داروں نے دنیا میں اللہ کی خاطر بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کی، لہٰذا آخرت میں اُنھیں ایک ایسے دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا جس کا نام ہی **الریان** (یعنی سیرابی) ہے۔ یہ روزہ داروں کے لیے اللہ کی طرف سے ایک خاموش اعلان ہوگا کہ اب نعمتوں سے محرومی نہیں، اب چاہتوں کی قربانی نہیں، اب بھوک پیاس نہیں بلکہ اب ہمیشہ کے لیے صرف سیرابی ہے۔[2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **جو شخص اللہ کی راہ میں دو دو چیزیں خرچ کرے اُسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی: اے اللہ کے بندے، یہ (دروازہ) بہت خوب ہے۔ تو جو شخص نماز والوں میں سے ہوگا اُسے باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا، اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اُسے بابُ الجہاد سے پکارا جائے گا، اور جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اُسے بابُ الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اَے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں، کسی شخص کو اِن دروازوں میں سے (کسی ایک ہی) دروازے سے پکارا جائے تب بھی اُس کا کچھ نقصان نہیں۔[3] لیکن کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے اِن سارے ہی دروازوں سے**

---

[1] - قال ابن الأثير رَحِمَهُ اللهُ: فَالرَّيَّانُ فَعْلان مِنَ الرِّيِّ. [النهاية في غريب الحديث والأثر (٢/ ٢٩١)]

[2] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: الرَّيَّانُ بِفَتْحِ الرَّاءِ وَتَشْدِيدِ التَّحْتَانِيَّةِ، وَزْنُ فَعْلَانَ مِنَ الرِّيِّ، اسْمُ عَلَمٍ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَخْتَصُّ بِدُخُولِ الصَّائِمِينَ مِنْهُ، وَهُوَ مِمَّا وَقَعَتِ الْمُنَاسَبَةُ فِيهِ بَيْنَ لَفْظِهِ وَمَعْنَاهُ لِأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنَ الرِّيِّ، وَهُوَ مُنَاسِبٌ لِحَالِ الصَّائِمِينَ. [فتح الباري لابن حجر (٤/ ١١١)]

[3] - وقال ابن المنير وغيره رحمهم الله: يريد مِن أحدِ تلك الأبوابِ خاصة دونَ غيرِه مِن الأبوابِ فيكونُ أطلقَ الجمع وأرادَ الواحدَ. وقال ابن بطَّال: يريد أنَّ مَن لم يكن إلا مِن أهلِ خصلةٍ واحدةٍ من هذه الخصال ودُعِيَ مِن بابها لا ضررَ عليهِ لأنَّ الغايةَ المطلوبةَ دخولُ الجنةِ. [شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري (٣/ ٣٤٩)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اور میں امید کرتا ہوں کہ تم بھی اُنھیں میں سے ہو۔ (بخاری ومسلم)[1]

جنت میں لے جانے والے اعمال بہت ہیں۔ پھر ان اعمال کے سلسلہ میں لوگوں کے مزاج اور اُن کی طبیعتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کسی کا میلان نماز کی طرف ہے تو کسی کا روزہ کی طرف۔ کوئی دین کی خاطر اپنا مال لٹاتا ہے تو کوئی اللہ کی خاطر اپنی جان بھی نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد آدمی اپنے مزاج اور رغبت کی بنا پر کسی نہ کسی عمل کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور اُسی عمل کا زیادہ اہتمام کرتا ہے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی زندگی میں فرائض کے اہتمام کے بعد جس عمل کی کثرت ہوگی اُسے اُس دروازے سے پکارا جائے گا۔ کوئی باب الصلاۃ سے، کوئی باب الریان سے، کوئی باب الصدقہ سے تو کوئی باب الجہاد سے۔ بعض بندے ایسے بھی ہوں گے جنھوں نے کسی ایک نیکی پر تکیہ کرنے کی بجائے ہر نوع کے عمل سے اپنے اوقات کو بھر دیا ہوگا۔ ایسے لوگ بہت کم ہوں گے۔ لیکن یہی وہ خوش نصیب ہوں گے جنھیں جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ وہ جس دروازہ سے چاہیں گے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

☆☆☆

---

[1] - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هَذَا خَيْرٌ! فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ. [خ: الصوم ۱۸۹۷ - م: الزكاة ۸۵ - (۱۰۲۷)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۳:

قیام رمضان کی فضیلت

رمضانُ المبارک کے دن کو اللہ تعالیٰ نے صیام کے لیے اور رات کو قیام کے لیے مقرر کیا ہے۔ نفس کی اصلاح میں نماز اور روزہ کا بہت بڑا دخل ہے۔

اللہ تعالی نے اہل کتاب کو اصلاحِ نفس کا حکم دیا تو فرمایا:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

اور صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد چاہو۔ [البقرۃ: ۴۵]

اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد فرماتے ہیں: کہ یہاں صبر سے مراد صوم ہے اور اِسی مناسبت سے رمضان کو (حدیث میں) شہر الصبر (یعنی صبر کا مہینہ) کہا گیا ہے۔ یہ اِس لیے کہ روزہ دنیا سے زہد پیدا کرتا ہے اور نماز آخرت کی رغبت دِلاتی ہے۔[1]

اِسی طرح امام قرطبی فرماتے ہیں: اِس آیت میں امام مجاہد کی تفسیر کے مطابق (صوم وصلاۃ میں) مناسبت اِس طور پر ہے کہ روزہ شہوتوں سے روکتا ہے اور دنیا (طلبی) سے دور کرتا ہے اور نماز فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے۔[2]

نفس کی دو کمزوریاں ہیں۔ لذت پرستی اور انانیت۔ انسان کا نفس لذتوں اور

---

[1] - قال البغوي رحمه الله: وَقَالَ مجاهد: الصَّبْرُ [هُوَ]: الصَّوْمُ، وَمِنْهُ سُمِّيَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَذَلِكَ لِأَنَّ الصَّوْمَ يُزَهِّدُهُ فِي الدُّنْيَا وَالصَّلَاةَ تُرَغِّبُهُ فِي الْآخِرَةِ. [تفسير البغوي - إحياء التراث (١/ ١١٢)]

[2] - قال القرطبي رحمه الله: فَجَاءَ الصَّوْمُ وَالصَّلَاةُ عَلَى هَذَا الْقَوْلِ فِي الْآيَةِ مُتَنَاسِبًا فِي أَنَّ الصِّيَامَ يَمْنَعُ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَيُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَالصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. [تفسير القرطبي (١/ ٣٧٢)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راحتوں کا طالب ہے، اور اسی کے ساتھ اس میں انانیت اور تکبر بھی ہے۔ لذت اور راحت کی طلب معصیت تک لے جاتی ہے اور تکبر اور انانیت انسان کو حق کے انکار یعنی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ دونوں کمزوریاں انسان کے خسارہ اور بربادی کا بنیادی سبب ہیں۔ یہ اللہ رب العالمین کی رحمت اور اس کی حکمت ہے کہ اس نے رمضان المبارک کو ان دونوں بیماریوں سے نجات کا موسم بنا دیا۔ ایک طرف روزہ انسان کی لذت پرستی کے لیے دوا ہے تو دوسری طرف قیامِ رمضان اُس کی بندگی اور تواضع کی تجدید کے لیے روحانی غذا۔

قیام رمضان، رمضان المبارک کے اعمال میں سے ایک عظیم الشان عمل ہے۔ اس قیام کو تراویح، تہجد، قیام اللیل اور صلاۃ اللیل بھی کہا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام رمضان کی بہت تاکید کی ہے۔ آپ نے فرمایا: جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ قیام رمضان کا اہتمام کیا اُس کی پچھلی ساری خطائیں معاف کردی جائیں گی۔ (بخاری ومسلم)[1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام رمضان گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ ایمان واحتساب کے ساتھ ہو۔

ایمان کے ساتھ عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خواہش کی بنیاد پر عمل کرنے کی بجائے شریعت کی بنیاد پر عمل کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے اجر وثواب اور انعام کے وعدوں پر یقین کے ساتھ عمل کرے۔ احتساب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اجر کی رغبت اور طلب میں عمل کرے۔ وہ ریاکاری اور دنیوی مفاد کے لیے عمل کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے انعام کی طلب میں عمل کرے۔ اجر کا یقین اور اس کی رغبت نہ صرف انسان کو ثواب کا حقدار بناتے ہیں بلکہ وہ خود اس کے عمل کو

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. [خ: صلاة التراويح ٢٠٠٩ - م: صلاة المسافرين وقصرها ١٧٤- (٧٥٩)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ایک اعلیٰ ترین عمل بنا دیتے ہیں جس کی لذت خود عمل کرنے والا دنیا ہی میں محسوس کرنے لگتا ہے۔

قیام رمضان صرف گناہوں کی مغفرت ہی نہیں بلکہ درجات کی بلندی کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ عمل نہ صرف جہنم سے نجات کا سبب ہے بلکہ اِسی کے ساتھ وہ جنت کے اعلیٰ درجات کو پانے کا ذریعہ بھی ہے۔

عمرو بن مُرّۃ الجُہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قبیلہ قُضَاعۃ کا ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اِس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، پھر پانچ نمازوں کا اہتمام کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور رمضان کا قیام بھی کروں اور زکاۃ بھی ادا کروں تو (اِس پر میرے لیے کیا اجر ہے؟) آپ نے فرمایا جس کا خاتمہ ان اعمال کے اہتمام پر ہو وہ صدیقین اور شہداء میں ہوگا۔ (ابن خزیمہ، مسند بزار، ابن حبان)[1]

صدیقین (یعنی سچے) وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں ظاہر و باطن اور قول و عمل میں سچائی کا اہتمام کیا۔ اور شہداء (یعنی گواہ) وہ لوگ ہیں جو زمین میں حق کے گواہ بن کر کھڑے ہوئے حتی کہ حق کی خاطر جان دینے کا موقع آیا تب بھی پیچھے نہیں ہٹے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں صدیقین اور شہداء کی رِفاقت کے لیے جن اعمال کا اہتمام ضروری ہے اُن میں سے ایک عمل قیامِ رمضان بھی ہے۔

---

[1] - عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ قُضَاعَةَ فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَصُمْتُ الشَّهْرَ وَقُمْتُ رَمَضَانَ وَآتَيْتُ الزَّكَاةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ مَاتَ عَلَى هَذَا كَانَ مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ. (ابن خزيمة واللفظ له والبزار حب) [صحيح ابن خزيمة ٢٢١٢ - صحيح الترغيب ١٠٠٣] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث میں صدیقین اور شہداء کے اِس اعلیٰ مقام کو پانے کی ایک شرط یہ بھی بتلائی گئی کہ اِن اعمال کا اہتمام موت تک ہونا چاہیے۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ اگر اِس مقام ومرتبہ کو پانا چاہتا ہے تو وہ موت تک پابندی سے اِن اعمال پر جما رہے۔

بدقسمتی سے بعض لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ رمضان کی شروعات میں ماحول کے اثر سے وہ قیام رمضان کا اہتمام تو بڑے زور وشور سے کرتے ہیں لیکن پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ان کا جذبۂ عمل اور شوق بھی ماند پڑتا جاتا ہے۔ رمضان کی ابتداء میں مساجد میں دکھائی دینے والی بھیڑ دھیرے دھیرے کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ بڑے ہی افسوس اور عبرت کی بات ہے۔ جو لوگ ایک مہینہ بھر کے لیے بھی ایک عمل پر جمے رہنے کا ثبوت نہ دے سکیں ان سے زندگی بھر پورے دین پر جمے رہنے کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۴:

رمضان کا مہینہ ضائع کرنے کی مذمت

معاملہ دنیا کا ہو یا آخرت کا، کامیابی اُسی کے حصہ میں آتی ہے جو کامیابی کے مواقع کو ضائع نہ کرے بلکہ اُن سے بھرپور فائدہ اٹھالے۔ اِس کے برعکس ناکام وہ ہوتا ہے جو موقع پاکر بھی غافل پڑا رہے اور موقع ضائع ہو جانے کے بعد افسوس اور حسرت کا اظہار کرتا رہ جائے بلکہ اِس اظہار کو اپنی بے عملی کے چھپانے کا ذریعہ بنالے۔

رمضان کا مہینہ اپنے نفس کی پاکیزگی اور آخرت کی تیاری کا ایک بہترین موقع ہے۔ یہ مہینہ مجاہدہ کے ذریعہ نفس کو شریعت کا پابند بنانے اور عبادات وخیرات کے ذریعہ اجر وثواب کمانے کا موقع ہے۔ پھر اِن نیک اعمال کے ذریعہ روحانی سکون، اللہ کے قرب کی لذت اور دینداری پر ثابت قدمی کا حصول اتنی اعلیٰ نعمتیں ہیں کہ دنیا کی ساری لذتیں اور راحتیں بھی ان کے مقابلہ میں بے قیمت ہیں۔

رمضان کا مہینہ ضائع کرنے والا اور اسے فضولیات میں برباد کرنے والا شخص بڑا ہی ناکام ونامراد شخص ہے۔ بلکہ رمضان کا مہینہ ضائع کرنے والا شخص اتنا بدقسمت انسان ہے کہ اُس کے خلاف خود جبریل علیہ السلام نے بددعا کی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر آمین کہی ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’منبر کے قریب جمع ہو جاؤ‘‘ لہٰذا ہم سب منبر کے قریب جمع ہو گئے۔ جب آپ نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو کہا: ’’آمین‘‘۔ پھر دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو کہا: ’’آمین‘‘۔ پھر تیسرے زینہ پر قدم رکھا تو کہا: ’’آمین‘‘۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے تو ہم نے عرض

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا: اَے اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے ایک ایسی چیز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: ''دوری ہو اُس شخص کے لیے جو رمضان کا مہینہ پائے لیکن اِس کے باوجود اپنی مغفرت نہ کرائے، اِس پر میں نے کہا: آمین۔ پھر جب میں نے دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو جبریل نے کہا: دُوری ہو اُس شخص کے لیے جس کے سامنے آپ کا تذکرہ آئے لیکن وہ آپ پر صلاۃ (یعنی درود) نہ پڑھے۔ میں نے کہا: آمین! پھر جب میں نے تیسرے زینہ پر قدم رکھا تو جبریل نے کہا: دوری ہو اُس شخص کے لیے جس کے سامنے اُس کے ماں باپ، دونوں یا اُن میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں اور وہ ان (کی خدمت) کے ذریعہ جنت میں داخل نہ ہو۔ میں نے کہا آمین۔ (حاکم)[1]

اس باب میں ایک دوسری حدیث بھی آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے تو آپ نے کہا: آمین، آمین، آمین! لوگوں نے عرض کیا: اَے اللہ کے رسول، آپ جب منبر پر چڑھے تو آپ نے آمین، آمین، آمین کہا! آپ نے فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور کہا: جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور پھر بھی اُس کی مغفرت نہ ہو اور جہنم میں چلا جائے تو ایسے شخص کو اللہ (اپنی رحمت سے) دور کر دے۔ آمین کہیے! تو میں نے آمین کہی۔ پھر (کہا) جو شخص اپنے ماں باپ کو، دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو پائے لیکن اُن کے ساتھ بھلائی کا سلوک نہ کرے اور اِسی حال میں مرجائے اور جہنم

---

[1] - عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: احْضُرُوا الْمِنْبَرَ، فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً، قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ، قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ، قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَرَضَ لِي، فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَغْفَرْ لَهُ قُلْتُ: آمِينَ. فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ: آمِينَ. فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِينَ. (ك) [صحيح الترغيب ٩٩٥] (صحيح لغيره)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں چلا جائے تو ایسے شخص کو بھی اللہ (اپنی رحمت سے) دور کر دے۔ آمین کہیے! میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ پھر (کہا:) جس شخص کے سامنے آپ کا تذکرہ آئے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور مرجائے اور جہنم میں چلا جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی (اپنی رحمت سے) دور کر دے۔ کہیے آمین! تو میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ (صحیح ابن حبان)[1]

ایک حدیث میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان کے ضائع کرنے والے شخص کے لیے ناکامی کی بددعا کی ہے۔

آپ نے فرمایا: اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو، جس کے سامنے میرا ذکر آئے لیکن وہ مجھ پر درود نہ پڑھے، اور اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جو رمضان کا مہینہ پائے لیکن پھر بھی اپنی مغفرت نہ کرا سکے، اور اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے والدین اُس کے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں لیکن وہ انھیں اپنے لیے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ نہ بنائے۔ (ترمذی، حاکم)[2]

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک شخص کو رمضان کا پورا مہینہ نصیب ہو لیکن اِس کے باوجود نہ وہ عبادات کے ذریعہ اللہ سے قریب ہونے کی کوشش کرے نہ دعا اور استغفار کے ذریعہ اپنے گناہوں کی مغفرت کرا سکے بلکہ اِسی حال میں مرجائے تو یہ ہلاکت اور بربادی

---

[1] - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: آمِينَ آمِينَ آمِينَ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ حِينَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ، قُلْتَ: آمِينَ آمِينَ آمِينَ. قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ: آمِينَ فَقُلْتُ: آمِينَ. وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ: آمِينَ فَقُلْتُ: آمِينَ. وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ: آمِينَ فَقُلْتُ: آمِينَ. (رواه ابن خزيمة وابن حبان واللفظ له) [صحيح الترغيب١٦٧٩] (حسن صحيح)

[2] - قال النبي ﷺ: رَغِمَ أَنفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ. (ت ك) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [صحيح الجامع ٣٥١٠] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اُسے اللہ کے دیے ہوئے اِس قیمتی موقع کی بالکل قدر نہیں۔ ایسے ناشکرے بندے کو اللہ اگر اپنی جنت سے اور اپنی رحمت سے محروم کردے تو اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسے شخص کے لیے اگر فرشتوں کے سردار جبریل بددعا کریں اور اِس دعا پر نبیوں کے سردار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہیں تو یہ بھی اِس شخص کی بدبختی کا واضح اور کافی ثبوت ہے۔

جو شخص رمضان المبارک کے اس موسم کی قدر کرے اور اپنے اوقات کو نیک اعمال سے بھر دے تو یہ اِس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اپنی زندگی کے معاملہ میں سنجیدہ ہے، وہ آخرت کے معاملہ میں حساس ہے۔ لیکن اِس کے برعکس جو شخص رمضان کے اس بہترین موقع کو ضائع کردے تو اُس کا یہ طرزِ عمل خود ہی اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی بقیہ زندگی کو بھی ضائع کرنے والا ثابت ہوگا۔ جو شخص ایک مہینہ صحیح طور پر نہ گزار سکے اُس سے پوری زندگی صحیح طور پر گزارنے کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

اِس اعتبار سے رمضان کا مہینہ ہر آدمی کے لیے اپنی دینداری کے جانچنے کا ایک پیمانہ بھی ہے اور وقت کی قدر اور اُس کے صحیح استعمال کی ایک تربیت بھی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۵:

وقت سے پہلے افطار

روزہ ایک فریضہ ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جس کا پورا کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ روزہ کا ابتدائی اور انتہائی وقت اللہ کی طرف سے طے ہے۔ یہ وقت طلوعِ سحر سے غروبِ آفتاب تک ہے۔ اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ان حدود کی پروانہ کرے اور وقت سے پہلے ہی جانتے بوجھتے کھا پی لے تو نہ صرف اُس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ اُس شخص پر اللہ تعالیٰ کی حدیں پار کرنے کا گناہ بھی عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تِلْكَ حُدُودُ اللهِ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ، وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ

یہ اللہ کی حدیں ہیں، لہٰذا جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اُسے اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُن جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اِس کے برعکس جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدیں پار کر جائے اُسے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور ایسے شخص کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔ [النساء: ۱۴-۱۳]

جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کا انکار کر دے اور سرکشی کی راہ اپنائے اُس کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیشگی کی جہنم ہے۔اسی طرح جو شخص خواہشِ نفس سے مغلوب ہوکر اللہ کی قائم کردہ حدیں پار کرجائے چاہے وہ اپنے گناہ کو گناہ مانتا ہو اُس کے لیے بھی جہنم ہے، یہ اور بات ہے کہ وہ اِس جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ اپنے ایمان کے سبب ایک نہ ایک دن اُس سے باہر نکال دیا جائے گا۔

ایک روزہ دار کو چاہیے کہ وہ روزہ کے اوقات کا لحاظ کرے اور ذرا سی بھوک پیاس سے مغلوب ہوکر اپنا روزہ توڑ نہ دے۔

بعض لوگ سگریٹ تمباکو جیسی خبیث چیزوں کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ اِن چیزوں کو چھوڑنے کی بجائے خود روزہ ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی دوسروں کی ترغیب پر یا ماحول کے دباؤ میں روزہ رکھ بھی لیں تو دِن کے کسی حصہ میں نفس کے تقاضوں سے مغلوب ہوکر روزہ توڑ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے حال پر غور کریں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں یا نفس کے غلام ہیں۔

حدیث میں وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے پر بہت سخت وعید آئی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو شخص (یعنی فرشتے) آئے اور میرے بازو پکڑ کر مجھے ایک پہاڑ تک لے گئے... (یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا:) پھر مزید آگے لے گئے تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ پاؤں کے بل اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں، اور اُن کے منہ چیر دیے گئے ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے اُن دونوں (فرشتوں) سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہی روزہ اِفطار کر لیتے تھے۔[1]

---

[1] - قال النبي ﷺ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلا... ثُمَّ انْطَلَقَا بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٍ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. (خرجه النسائي في الكبرى) عن أبي أمامة الباهلي. [صحيح الترغيب ١٠٠٥] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ رمضان کے مہینے میں چھوٹے بچے روزہ رکھ لیں اور ایک بالغ صحت مند شخص بغیر کسی عذر کے کھاتا پھرے۔ بلکہ پان، بیڑی سگریٹ اور تمباکو جیسی ممنوع چیزوں کو روزہ چھوڑنے کا عذر بنالے۔ اُمت کے بچے، بوڑھے، مرد اور عورتیں اللہ کی خاطر اپنے حلال رزق کو بھی چھوڑ دیں لیکن یہ اپنی حرام لذتوں کو چھوڑ نہ سکے بلکہ اللہ کا فریضہ یعنی روزہ ہی چھوڑ دے۔

بعض لوگ ایک دوسری بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ رمضان میں اپنی چاہت اور سہولت سے جتنے چاہے روزے رکھ لیتے ہیں اور جو چاہے چھوڑ دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض صرف جمعہ کے روزے رکھتے ہیں، بعض آفس اور کاروبار کی چھٹی کے دن اور بعض رمضان کے آخری عشرہ میں، بلکہ بعض آخری عشرہ کے بھی صرف طاق روزے رکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بالغ مرد وعورت پر رمضان کے تمام روزے فرض کیے ہیں۔ ہاں، بیمار اور مسافر کے لیے اس بات کی رخصت ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کر لے۔ اِسی طرح حیض ونفاس میں بیٹھی خواتین بھی رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا کریں گی۔ اسی طرح بہت ہی زیادہ بوڑھے لوگ یا طبی اعتبار سے شفاء سے ناامید افراد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے روزوں کے بدلے فدیہ دیں۔ یہ تمام لوگ وہ ہیں جن کے پاس روزہ نہ رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی شرعی عذر موجود ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو کوئی عذر نہ رکھتا ہو اور پھر بھی روزہ چھوڑ دے تو یہ بہت ہی افسوس اور شرم کی بات ہے۔ آدمی کو اتنا بے ہمت نہیں ہونا چاہیے کہ وہ چھوٹے بچوں اور حیض ونفاس کی مجبوری میں مبتلا خواتین سے بھی کمزور اور بے حوصلہ ثابت ہو جائے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ٦ :

رمضان اور سرکش شیاطین

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ انسان سے اُس کا حسد اور اُس کی دشمنی ابدی ہے۔ اپنی انا کے سبب اُس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے اللہ کی رحمت سے دُور کر دیا گیا۔ شیطان ہمیشہ کے لیے اللہ کی لعنت کا مستحق بن چکا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اپنے ساتھ انسان کو بھی اللہ کا نافرمان بنا دے اور اسے بھی اللہ کی لعنت کا مستحق بنا دے۔ اُس کے کفر و عناد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے ابدی جہنم کا فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان کو بھی اپنے ساتھ جہنم کی کھائی میں لے جائے۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ اولادِ آدم کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس بات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اُسے ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ لہٰذا (اللہ کا حکم ملتے ہی) تمام فرشتے (آدم کے آگے) سجدے میں گر گئے لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ اُس نے تکبر کیا اور وہ کافروں ہی میں سے تھا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اَے ابلیس! اِس کو (یعنی آدم کو) سجدہ کرنے میں تجھے کیا چیز رکاوٹ بن گئی جسے خود میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا؟ تُو گھمنڈ میں آ گیا؟ یا پھر تو بڑے درجے والوں میں سے ہے؟ اُس نے جواب دیا: میں اِس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اِسے مٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے۔(اس پر اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: نکل جا یہاں سے! دُھتکارا ہوا! تجھ پر قیامت کے دن تک کے لیے میری لعنت ہے! کہنے لگا: اَے میرے رب، مجھے اُس دن تک کے لیے مہلت دیدے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: تجھے مہلت دے دی گئی، اُس دن تک کے لیے جو (اللہ کے ہاں) معلوم (ومتعین) ہے۔ کہنے لگا: پھر تیری عزت کی قسم! میں بھی اُن سب کو یقیناً بہکا کر رہوں گا، سوائے تیرے کچھ خاص بندوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حق تو یہ ہے، اور میں حق ہی کہتا ہوں، کہ میں بھی تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والے تمام لوگوں سے جہنم کو بھر دوں گا۔ [سورہ ص: ۸۵۔۷۱][1]

شیطان کا انجام یقینی طور پر جہنم ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اپنی بربادی کے اس سفر میں اور اس کے انجام میں انسان کو بھی اپنے ساتھ شریک کرلے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل وکرم ہے کہ اُس نے جب ماہ رمضان کو اہل ایمان کے لیے تقویٰ اور پرہیز گاری کی تربیت کا مہینہ بنایا تو اِس مہینے کو شیاطین کے قید کیے جانے کا بھی مہینہ بنادیا تا کہ وہ اللہ کے بندوں کو پریشان نہ کرسکیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنوں میں سے سرکش شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، (پھر مہینہ بھر) اُس کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں،

---

[1] - قال الله تعالى: إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُۥ سٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّآ إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ [ص: ۷۱-۸۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(پھر مہینہ بھر) اُس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور ایک نداء لگانے والا نداء لگاتا ہے: اَے خیر کے طالب، آگے بڑھ اور اَے شر کا ارادہ رکھنے والے، رک جا، اور اللہ (اپنی طرف سے) بعض بندوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی)[1]

رمضان کا مہینہ اِسی لیے آتا ہے کہ نیکی کرنے والا شخص عام دنوں سے زیادہ نیکیاں کرے اور اِس مہینہ کو اپنی دینداری میں اضافہ کا ذریعہ بنالے؛ اور گناہوں کا عادی شخص اِس مہینے کا احترام کرتے ہوئے گناہوں کی گندگی سے نکل کر طہارت اور پاکیزگی کی طرف آئے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس مہینے کے آتے ہی صالحین وفاسقین دونوں کو مخاطب کر کے اُنھیں نیکیوں کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے اور گناہوں سے روکا جاتا ہے۔

یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا خاص مہینہ ہے۔ لہٰذا اِس مہینے میں اللہ تعالی اپنی طرف سے بعض ایسے بندوں کو جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم کے حقدار ہو چکے تھے معاف کر دیتا ہے اور اُنھیں جہنمی فہرست سے آزاد کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ: یہ چیز ہر رات ہوتی ہے۔[2]

یعنی فرشتوں کا یہ ندا لگانا یا پھر اللہ تعالیٰ کا جہنم کے مستحق گناہگاروں کو اپنے فضل وکرم سے معاف کر دینا ہر رات ہوتا ہے۔[3]

---

[1] - قال النبي ﷺ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَنَادَى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ. (ت ه حب ك هق) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع٧٥٩] (حسن) اللفظ لإبن خزيمة ونحوه عند البخاري ومسلم مختصرا. وعند النسائي: وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ. [ن: بتحقيق الألباني٢١٠٦] (صحيح)

[2] - وفي رواية: وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ. (ت ه حب ك هق) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٧٥٩] (حسن)

[3] - قال الطيبي رَحِمَهُ اللهُ: (وَذَلِكَ) إِمَّا إِلَى البَعِيدِ وَهُوَ النِّدَاءُ، أَوْ إِلَي الْقَرِيْبِ وَهُوَ (للهِ عُتَقَاءُ). [شرح المشكاة للطيبي الكاشف عن حقائق السنن (٥/ ١٥٧٦)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث کے مطابق اس مبارک مہینے میں چار طرح سے بندوں کو جہنم سے بچانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔(۱) فرشتہ نداء لگا کر لوگوں کو گناہ کے ارادے سے روکتا ہے۔(۲) سرکش شیاطین کو قید کرلیا جاتا ہے۔(۳) جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔(۴) اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف سے بعض بندوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے۔

اب ایک مسلمان کو بھی چاہیے کہ اِس مہینہ کی قدر کرے اور اِسے فضول کاموں میں ضائع کرنے کی بجائے اپنی آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔

کتنے افسوس کی بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ بندے کی نجات اور کامیابی کی خاطر جنت کے دروازے کھول دے، جہنم کے دروازے بند کردے لیکن بندہ اِس مبارک مہینے میں بھی غفلت اور معصیت میں پڑا رہے اور اپنے لیے جنتی اعمال کی بجائے جہنمی اعمال کے دروازے کھول دے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۷:

روزہ کا مقصد

روزہ ایک پر مشقت عمل ہے۔ کھانا پینا چھوڑ کر دن بھر بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرنا نفس کو بالکل پسند نہیں۔ نفس لذتوں کا عادی ہوتا ہے اور مجاہدہ کی بجائے راحت کا طالب ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جو اللہ رزق کے سارے خزانوں کا مالک ہے وہ کیوں اپنے بندوں کو بھوکا پیاسا رکھنا چاہتا ہے۔ جو اللہ کفر و شرک میں پڑے ہوئے بندوں کو بھی رزق سے محروم نہیں کرتا وہ اپنے شکر گزار مومن بندوں کو کیوں بھوکا پیاسا رکھنا چاہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ محرومی کا نہیں بلکہ پانے کا ہے۔ ایک کمتر چیز سے محرومی اگر ایک اعلیٰ چیز کے پانے کا ذریعہ بن جائے تو اُسے محرومی نہیں کہتے بلکہ وہ پانے ہی کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ منزل پر پہنچنے کے لیے اپنے موجودہ مقام کو چھوڑنا پڑتا ہے اور لہلہاتی فصل پانے کے لئے اپنے پاس موجود بیج کو مٹی میں دفن کرنا پڑتا ہے۔ یہ دنیا کا دستور ہے کہ ایک چیز کے حصول کے لیے دوسری چیز سے محرومی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ روزہ اِسی کھونے کی تربیت ہے۔

روزہ دراصل آخرت کی اعلیٰ نعمتوں کے حصول کے لیے دنیا کی کمتر نعمتوں سے محرومی برداشت کرنے کی تربیت ہے۔ وہ اس بات کی تربیت ہے کہ انسان خواہشات سے اوپر اُٹھ کر مقصد کے لیے جینے والا بنے اور اُس مقصد کے لیے لذتوں اور چاہتوں کی قربانی دینے کا حوصلہ رکھے۔ روزہ روح کی تقویت کے لیے جسم کی کمزوری کو برداشت کر لینے کا نام ہے۔ روزہ نفس کا غلام بن کر لذتوں کے پیچھے بے تحاشا دوڑنے کی بجائے نفس پر قابو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانے اور اپنے آپ کو منزل تک لے جانے والے راستے پر جمائے رکھنے کی تربیت ہے۔ روزہ اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے بظاہر محرومی اور قید ہے لیکن حقیقت میں وہ نفس کی غلامی سے آزادی کی تربیت ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔ (مسلم)[1]

مومن کے لیے شرعی پابندیاں گویا ایک قید خانہ ہیں۔ اِس کے برعکس کافر کے لیے نہ کوئی شریعت ہے نہ پابندی۔ وہ آزادانہ طور پر دنیا میں لذتوں کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔ اُس کے لیے دنیا ایک باغ کی طرح ہوتی ہے۔ یہاں وہ کسی مقصد کے لیے نہیں بلکہ لذت اور تفریح کے لیے جیتا ہے۔ لیکن مومن کا یہ قید خانہ محض وقتی ہوتا ہے اور کافر کا یہ باغ بھی عارضی ہوتا ہے۔ پھر جیسے ہی قیامت کا دن آئے گا مومن کا یہ قید خانہ جنت کا باغ بن جائے گا اور کافر کا یہ باغ جہنم کی آگ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، اللہ تعالیٰ اُنھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں؛ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ (دنیا کی لذتوں سے) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور چوپایوں کی طرح کھا رہے ہیں، اُن کا ٹھکانہ تو بس جہنم ہی ہے۔ [سورہ محمد: ۱۲]

---

[1]- قال النبي ﷺ: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ. [م: الزهد والرقائق ۱-(۲۹۵۶)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی تربیت ہے اور اِسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اللہ کی خاطر اُن تمام کاموں سے بچے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے خوف سے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے چاہے وہ چیزیں نفس کو کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہوں۔تقویٰ امر و نہی میں اپنے آپ کو اللہ کی مرضیات کا پابند بنانے کا نام ہے۔

آخرت کی کامیابی کے لیے تقویٰ لازمی شرط ہے اور روزہ اِسی تقویٰ اور پرہیز گاری کے پیدا کرنے کی تربیت۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم دیتے وقت اِسی حکمت و مصلحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے گزری ہوئی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ کا اہتمام کرنے والے بن جاؤ۔[البقرہ: ۱۸۳]

تقویٰ کی فضیلت اور اہمیت سمجھنے کے لیے آیئے دیکھتے ہیں تقویٰ کس طرح ایک انسان کی دنیوی و اخروی کامیابی کے لیے بنیادی شرط ہے۔

جنت متقین کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ

اور دوڑو اللہ کی مغفرت کی طرف اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو متقین (یعنی پرہیزگاروں) کے لیے تیار کی گئی ہے۔[آل عمران: ۱۳۳]

اِسی طرح تقویٰ دنیا میں اللہ کی طرف سے ہدایت اور نصیحت کے اخذ کرنے کے لیے ایک ضروری شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ

یہ کتاب (اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے)، اِس میں کوئی شک نہیں۔ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔[البقرہ: ۲]

اسی طرح فرمایا:

هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ

یہ (قرآن) عام انسانوں کے لیے بیان (یعنی حق کی وضاحت) ہے اور متقین (یعنی پرہیزگاروں) کے لیے ایک وعظ (ونصیحت) ہے۔[آل عمران: ۱۳۸]

بلکہ اللہ کا ولی بننے کے لیے ایمان کے بعد دوسری شرط تقویٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانُوا يَتَّقُونَ

خبردار اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ شِعار بنے رہے۔ [یونس: ۶۲، ۶۳]

اہلِ ایمان کے لیے دشمنوں کی چالوں سے حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے حصول کے لیے بھی صبر و تقویٰ دو بنیادی سبب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

اگر تم صبر کی روش اختیار کرو اور پرہیزگاری کا اہتمام کرو تو اِن (دشمنوں) کی چالیں تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی تمام حرکتوں کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے۔ [آل عمران: ۱۲۰]

خلاصۂ کلام یہ کہ تقویٰ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے کنجی ہے اور روزہ اِسی تقویٰ کے پیدا کرنے کی تربیت۔ لہٰذا ایک روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے روزے میں اِس مقصد کو ضرور سامنے رکھے تا کہ اُس کا روزہ محض بھوک پیاس بن کر نہ رہ جائے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۸:

روزہ اور اخلاص

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے اللہ کے ہاں دو شرطیں ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ ظاہری شرط یہ ہے کہ وہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو اور باطنی شرط یہ ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا گیا ہو۔ اِن دونوں شرطوں کے پورا کیے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔

نماز اور حج جیسے اعمال چھپائے نہیں جا سکتے۔ اِن اعمال میں مشغولیت ہی اِن کا اظہار ہوتی ہے۔ لیکن روزہ کا معاملہ الگ ہے۔ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو بغیر بتائے معلوم نہیں ہوتا۔ روزہ اپنے مجاہدے اور قربانی کو چھپانے کی تربیت ہے۔ اللہ کی خاطر اپنی مرغوب چیزوں کو ترک کرنا اور پھر اس عمل کو ایسے چھپانا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو مجاہدہ اور اخلاص کو جمع کرنے کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ روزہ کی اِسی خصوصی شان کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کے لیے خصوصی اجر کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا۔ ایک روزہ دار میری خاطر اپنی شہوت، اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ روزہ ایک ڈھال ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اِفطار کے وقت اور دوسری خوشی اُس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور روزہ دار کے منہ کے بد بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری و مسلم)[1]

---

[1] - قال النبي ﷺ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. [خ: التوحيد ۷۴۹۲ - م: الصيام ۱۶۵-(۱۱۵۱)] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ واللفظ للبخاري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ابن آدم کا ہر عمل اُسی کے لیے ہے سوائے روزے کے، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا۔ (مسلم)[1]

ایک روایت میں ہے: ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا کر کے بڑھایا جاتا ہے، ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، سوائے روزے کے، اِس لیے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار میری خاطر اپنی شہوت اور اپنا کھانا (پینا) چھوڑتا ہے۔ (مسلم)[2]

اِس حدیث کے جملہ ''روزہ میرے لیے ہے'' کی شرح میں علماء نے جو بات کہی ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ روزے کے علاوہ دوسرے اعمال میں ریا کا احتمال زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اُن اعمال کی ادائیگی ہی اُن کا اظہار ہوتی ہے۔ لیکن روزہ اُس وقت تک ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ روزہ دار اپنی زبان سے خود اپنے روزے کا اظہار نہ کر دے۔[3]

اِس اعتبار سے روزہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک راز ہوتا ہے۔ یہ بس روزہ دار ہی جانتا ہے کہ اس کا کھانا پینا ترک کرنا روزہ کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ خود نہ بتائے تو اس کے روزہ کی نیت کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ روزہ کی یہی مخلصانہ شان ہے جو اُسے دوسرے اعمال سے الگ کرتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا۔

---

[1] - قَالَ النبي ﷺ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. [م: الصيام ١٦١- (١١٥١)]

[2] - قال النبي ﷺ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَة ضِعْفٍ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. [م: الصيام ١٦٤- (١١٥١)]

[3] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: فَدُخُولُ الرِّيَاءِ فِي الصَّوْمِ إِنَّمَا يَقَعُ مِنْ جِهَةِ الْإِخْبَارِ بِخِلَافِ بَقِيَّةِ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ الرِّيَاءَ قَدْ يَدْخُلُهَا بِمُجَرَّدِ فِعْلِهَا. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ١٠٧ حديث : ١٨٩٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے الفاظ (میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا) کی شرح میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسرے اعمال کے بارے میں اُن کے ثواب کی مقدار بتادی جاچکی ہے کہ اُن کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک جتنا چاہے بڑھا کر دیا جائے گا۔لیکن روزہ کا معاملہ الگ ہے۔اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ بے حساب عطا فرمائے گا۔[1]

اس بات کی تائید خود قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ

صبر کرنے والوں[2] کو اُن کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ [سورہ الزمر:۱۰]

امام قرطبی فرماتے ہیں: (بعض اہل علم سے) یہ بھی منقول ہے کہ اس آیت میں صبر کرنے والوں سے مراد روزہ دار ہیں۔[3]

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ: ''روزہ میرے

---

[1] - قَالَ الْقُرْطُبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: مَعْنَاهُ أَنَّ الْأَعْمَالَ قَدْ كَشَفَتْ مَقَادِيرَ ثَوَابِهَا لِلنَّاسِ وَأَنَّهَا تُضَاعَفُ مِنْ عَشْرَةٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ إِلَى مَا شَاءَ اللهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّ اللهَ يُثِيبُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ تَقْدِيرٍ. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ١٠٨ حديث ١٨٩٤]

[2] - قال النبي صلى الله عليه وسلم: صَوْمُ شهرِ الصبرِ وثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ. (البزار) عن علي وابن عباس (البغوي الباوردي طب) عن النمر بن تولب. [صحيح الجامع ٣٨٠٤] (صحيح)

قوله (وَحَرَ الصَّدْرِ):بالتحريك غِشُّهُ وَوَسَاوِسُهُ، وَقِيلَ الحقْدَ وَالْغَيْظَ وَقِيْلَ العَدَاوَةَ. [لسان العرب وَحَرَ]

[3] قال القرطبي: وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ الْمُرَادَ بِالصَّابِرِينَ فِي قَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ﴾ [الزمر: ١٠] أَيِ الصَّائِمُونَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي صَحِيحِ السُّنَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ) فَلَمْ يَذْكُرْ ثَوَابًا مُقَدَّرًا كَمَا لَمْ يَذْكُرْهُ فِي الصَّبْرِ. وَاللَّهُ أعلم. [تفسير القرطبي (١/ ٣٧٢)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا'' نہ صرف روزہ اور روزہ دار کی فضیلت ظاہر کرتا ہے بلکہ اسی کے ساتھ وہ روزہ دار سے اِس بات کا تقاضا بھی کرتا ہے کہ وہ اپنا روزہ صرف اللہ کے لیے رکھے، اِس میں دنیوی فائدے اور لوگوں کی تعریف کی نیت کی بجائے خالص اللہ کی رِضا اور آخرت میں ملنے والے اجر کو مطلوب و مقصود بنائے۔

حدیث میں روزہ دار کے منہ کی بدبو سے متعلق کہا گیا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اخلاص پر مبنی مجاہدہ کی بڑی قدر ہے۔ مجاہدہ جب اللہ کی خاطر ہو تو اِس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بدبو بھی اللہ کے نزدیک قیمتی بلکہ مشک سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ بن جاتی ہے۔ یہ اخلاص ہے جو ایک چھوٹے عمل کو بھی اعلیٰ اور ایک معمولی چیز کو بھی قیمتی بنا دیتا ہے۔

حدیث میں روزہ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایک ڈھال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روزہ دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں جہنم سے ڈھال ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: روزہ اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں ایک ڈھال ہے۔[1]

دوسری حدیث میں فرمایا: روزہ ڈھال ہے اور جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ (مسند احمد، شعب الایمان)[2]

ایک حدیث میں ہے کہ روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔ (طبرانی)[3]

---

[1] - قال النبي ﷺ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ. (هَب) عَن عثمان بن أبي العاص. [صحيح الجامع ٣٨٦٦] (صحيح)

[2] - قال النبي صلى الله عليه وسلم: الصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ. (حم هب) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٣٨٨٠] (حسن)

[3] - قال النبي صلى الله عليه وسلم: الصَّوْمُ جُنَّةٌ يُسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ. (طب) عن عثمان بن أبي العاص. [صحيح الجامع ٣٨٦٧] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ روزہ ڈھال ہے۔ دنیا میں اپنے آپ کو گناہوں کے حملوں سے بچانے کے لیے اور آخرت میں جہنم کی آگ سے حفاظت کے لیے ڈھال اور ایک مضبوط قلعہ ہے۔

حدیث میں یہ بھی کہا گیا کہ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسرے اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد روزہ دار جب اِفطار کرتا ہے تو افطار کی یہ لذت اُس کی مشقت کو راحت میں اور تکلیف کو خوشی میں تبدیل کر دیتی ہے۔ بلکہ کھانے پینے کی اس لذت کے ساتھ ساتھ روزہ کی تکمیل پر اللہ کی طرف سے اجر و ثواب اور انعام کی امید اِس خوشی میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہے۔

لیکن اِس سے بڑھ کر ایک خوشی اور ہے جو روزہ دار کو آخرت میں نصیب ہوگی جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا۔ اپنے رحیم رب سے ملاقات اور اُس کی طرف سے ملنے والے انعام کو پا کر اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی۔ جب وہ دیکھے گا کہ دنیا کی ادنیٰ نعمتوں کو اللہ کی خاطر چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ نے اُسے کتنا اعلیٰ انعام عطا کر دیا ہے، تو زندگی بھر کے غم خوشی بن جائیں گے، اور زندگی بھر کی تکلیفیں راحت اور فرحت میں تبدیل ہو جائیں گی۔

ایک مومن کے لیے اُس کی دنیوی زندگی روزہ کی مانند ہے اور آخرت افطار کی مانند۔ دنیا اللہ کی خاطر محرومیوں پر صبر کرنے کا دور ہے اور آخرت اِس محرومی کے خاتمہ اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی شروعات کا دور۔ دنیا کی زندگی اللہ کی خاطر مجاہدے اور مشقت کا دور ہے اور آخرت انعام اور راحت کا دور۔ مجاہدہ اگر اللہ کی خاطر ہو تو وہ اپنی ذات میں خود ہی ایک انعام ہے پھر اس پر اللہ کی طرف سے مزید انعام واکرام کا وعدہ نعمت پر نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا اظہار بھی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۹:

روزہ اور جھوٹ

روزہ میں بندہ اللہ کی خاطر اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اپنی محنت کی کمائی سے حاصل کیا ہوا حلال رزق محض اللہ کے حکم پر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ روزہ دار کے لیے اِس بات کی تربیت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منع کرنے پر ہر چیز کو چھوڑنے کے لیے ہمیشہ تیار رہے چاہے وہ اُس کی اپنی واقعی ضرورت ہی کیوں نہ ہو۔

اب جو بندہ اپنے روزہ میں حلال چیزوں کو چھوڑ دے لیکن اپنی باقی زندگی میں حرام چیزوں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہو تو اُس نے ابھی روزہ کا اصل سبق نہیں سمجھا۔ اُس کا روزہ ابھی واقعی روزہ نہیں بنا۔

جو شخص روزہ کی حالت میں حلال کھانے کے چکھنے سے بھی پرہیز کرے لیکن وہ اپنی زبان کو حرام بولنے سے نہ بچائے اُس نے ابھی روزہ کا حقیقی مقصد نہیں سمجھا۔ ایسے شخص کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُس کا روزہ رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص باطل قول اور باطل پر عمل نہ چھوڑے تو اللہ کو اِس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قولُ الزُّور (باطل قول) سے مراد جھوٹ ہے۔[2]

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. [خ: الصوم ١٩٠٣] عن أبي هريرة

[2] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ : وَالْمُرَادُ بِقَوْلِ الزُّوْرِ الْكَذِبُ۔[فتح الباری لابن حجر ج٤ ص ١١٧

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ ایک اخلاقی جرم ہے جو انسان کو اپنی اور دوسروں کی نگاہ میں ذلیل کر دیتا ہے۔ جھوٹ انسان کے اعتماد کو ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ ایک جھوٹ کئی جھوٹ پیدا کرتا ہے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے میں آدمی کئی جھوٹ بولتا ہے اور دھوکہ اور فریب کے کئی جال بُنتا ہے۔ زبان کا یہ بگاڑ آدمی کی سوچ اور عمل دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر اُسے اخلاقی پستی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار جھوٹ سے بچو، اِس لیے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم)[1]

جھوٹ اور باطل کی تمام قسموں سے خود اللہ تعالیٰ نے بھی بچنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ

بتوں کی آلودگی سے بچو، اور قولِ زور (یعنی باطل قول) سے بھی اپنے کو بچائے رکھو۔ [الحج: ۳۰]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو منافق کی صفت بتلایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

تین چیزیں منافق کی علامات میں سے ہیں۔ (۱) بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو اسے توڑ دے (۳) امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (مسلم)[2]

---

[1] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: وَالْمُرَادُ بِقَوْلِ الزُّورِ الْكَذِبُ. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ١١٧ حديث ١٩٠٤]

[2] - قال النبي ﷺ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. [خ: الإيمان ٣٣ – م: الإيمان ١٠٧- (٥٩)] عن أبي هريرة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے تاجر ہیں جو رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھ کر بھی اپنی تجارتوں میں جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تجارت کے فروغ کے لیے تھوڑا بہت جھوٹ چل جاتا ہے، بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ اس دور میں جھوٹ کے بغیر تجارت ہی ممکن نہیں۔ حالانکہ جھوٹ ہی وہ برائی ہے جو تجارت کی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: دو خرید و فروخت کرنے والے (اپنے معاملہ کو فسخ کرنے کا) اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ جُدا نہ ہوں۔ ہاں، اگر وہ (اپنی تجارت میں) سچ بولیں اور اپنے مال کی حقیقت کو صاف بیان کر دیں تو اُن کی تجارت میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ جھوٹ بولیں اور (اپنے مال کے عیب کو) چھپائیں تو اُن کی تجارت سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ (بخاری مسلم)[1]

روزہ اِنسان کے نفس کی تربیت وطہارت کا ذریعہ ہے۔ روزہ اِسی لیے فرض کیا گیا ہے کہ انسان اپنے قول وعمل کو برائیوں سے پاک کرے اور تقویٰ شعار زندگی گزارنے لگے۔ لیکن اگر کوئی شخص روزہ ہی میں اپنے قول وعمل کو جھوٹ اور باطل سے آلودہ کرلے تو پھر اس کے حق میں اصلاحِ قلب اور تزکیۂ نفس کی کیا امید کی جا سکتی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص دوا تو کھائے لیکن پرہیز نہ کرے۔ ایسا شخص شفاء اور تندرستی کی بجائے ہلاکت کے راستے پر ہے۔ اس کے بارے میں یوں کہا جائے کہ اُس کا دوا کھانا اور نہ کھانا دونوں برابر ہے تو کچھ غلط نہیں، کیوں کہ اُس کی بد پرہیزی سے دوا بھی بے کار ہو گئی۔

یہی حال اُس آدمی کا ہے جو روزہ تو رکھ لے مگر جھوٹ سے نہ بچے، غیبت اور بہتان

---

[1] - قال النبي ﷺ: البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. [خ: البيوع ٢٠١٠ - م: البيوع ٤٧- (١٥٣٢)] عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراشی کرتا پھرے، دنیوی مفاد کے لیے جھوٹا گواہ بھی بن جائے، اپنے اعمال کو خرافات اور بداخلاقیوں سے محفوظ نہ رکھے۔ ایسے آدمی کا روزہ رکھنا اُس کے نفس کی اصلاح وتربیت کا ذریعہ نہیں بنتا، بلکہ اُس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۰:

سحری کی فضیلت

روزہ کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ روزہ دار اپنا روزہ شروع کرنے سے قبل یعنی طلوع سحر سے پہلے کچھ کھا پی لے۔ اِسے **سُحُور** یا سحری کہتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے روزہ کی بھوک پیاس اور کمزوری کے تدارک کے لیے سحری کو مشروع کیا۔ اگر روزہ دار سحری کے بغیر ہی روزہ رکھ لے تو کمزور ہو جائے، نہ ٹھیک سے عبادت کر پائے نہ دنیا کے کام۔ لہٰذا سحری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

سحری نہ صرف روزہ دار کی ضرورت ہے بلکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی ترغیب دی ہے۔

عِرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سحری کی دعوت دی تو فرمایا: صبح کے برکت والے کھانے پر آؤ۔ (مسند احمد، ابوداود، نسائی)[1]

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سحری کیا کرو اس لیے کہ سحری میں برکت رکھی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)[2]

---

[1] - عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى السَّحُورِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ. (حم د ن) عن العرباض. [الصحيحة ٢٩٨٣] (صحيح)

[2] - قال النبي ﷺ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً. [خ: الصوم ١٩٢٣ - م: الصيام ٤٥-(١٠٩٥)] عن أنس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں فرمایا کہ برکت تین چیزوں میں ہے: جماعت، ثرید اور سحری۔ (طبرانی، شعب الایمان)[1]

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوا تو آپ سحری کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ (سحری) تمہارے لیے اللہ کی عطا کی ہوئی برکت ہے لہٰذا اِسے چھوڑ نا مت۔ (مسند احمد، نسائی)[2]

ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک سحری کئی اعتبار سے برکت کے حصول کا سبب ہے۔ مثلاً اِس میں اتباع سنت ہے، اہل کتاب کی مخالفت ہے، عبادت کے لیے قوت کا حصول ہے، نشاط میں زیادتی ہے، بھوک کے سبب جو بد اخلاقی پیدا ہوتی ہے اُس سے بچاؤ ہے، مانگنے والے یا بطور مہمان ساتھ سحری کرنے والی کی ضیافت پر صدقہ کا اجر ہے، دعا کی قبولیت کے وقت میں ذکر و دعا کی توفیق ہے اور جو شخص رات میں روزہ کی نیت کرنے سے رہ گیا تھا اُس کے لیے اِس غفلت کا تدراک اور بھرپائی بھی ہے۔[3]

یہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے کہ اُس نے روزے جیسے پُر مشقت عمل کے لیے سحری کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اسے ثواب اور برکت کی چیز بنا دیا۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں نفس کے خلاف مجاہدہ میں اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اِسی طرح اِس

---

[1] - قال النبي ﷺ: البَرَكَةُ فِي ثَلاثَةٍ: فِي الجَمَاعَةِ والثَّرِيدِ والسُّحُورِ. (طب هب) عن سلمان. [صحيح الجامع ٢٨٨٢] (صحيح)

[2] - عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ. (حم ن) [صحيح الترغيب ١٠٦٩] (صحيح)

[3] - قال ابن حجر رحمه الله: وَالْأَوْلَى أَنَّ الْبَرَكَةَ فِي السُّحُورِ تَحْصُلُ بِجِهَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ وَهِيَ اتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَمُخَالَفَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالتَّقَوِّي بِهِ عَلَى الْعِبَادَةِ وَالزِّيَادَةُ فِي النَّشَاطِ وَمُدَافَعَةُ سُوءِ الْخُلُقِ الَّذِي يُثِيرُهُ الْجُوعُ وَالتَّسَبُّبُ بِالصَّدَقَةِ عَلَى مَنْ يَسْأَلُ إِذْ ذَاكَ أَوْ يَجْتَمِعُ مَعَهُ عَلَى الْأَكْلِ وَالتَّسَبُّبُ لِلذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَقْتَ مَظِنَّةِ الْإِجَابَةِ وَتَدَارُكُ نِيَّةِ الصَّوْمِ لِمَنْ أَغْفَلَهَا قَبْلَ أَنْ يَنَامَ. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ١٤٠ حديث ١٩٢٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلامی احکام میں بندوں کی کمزوریوں اوران کی ضرورتوں کی مکمل رعایت موجود ہے۔

سحری کی ایک اور فضیلت ہے۔ وہ یہ کہ سحری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائے مغفرت کا مستحق بن جاتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سحری کھانا برکت ہے، لہٰذا سحری ترک نہ کرو، چاہے تمھیں پانی کا ایک گھونٹ ہی پینا پڑے۔ اِس لیے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر صلاۃ (درود) بھیجتے ہیں۔ (مسند احمد)[1]

اِس حدیث سے سحری کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔ اگر کھانا میسر نہ ہو، یا کھانے کو جی نہ چاہتا ہو یا سحری کا وقت ختم ہونے کے قریب ہوتو آدمی کو چاہیے کہ یونہی بھوکے پیٹ روزہ رکھ لینے کی بجائے کم ازکم پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے۔

حدیث میں ہے کہ سحری کرنے والوں پر اللہ اور اُس کے فرشتے صلاۃ (یعنی درود) بھیجتے ہیں۔ اِس کا کیا مطلب ہے؟ ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ پر صلاۃ بھیجنا یہ ہے کہ وہ (فرشتوں کے سامنے) اُس بندہ کی تعریف کرے، اور فرشتوں کا بندہ پر صلاۃ بھیجنا یہ ہے کہ وہ اُس کے لیے دعا کریں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)[2]

معلوم ہوا کہ سحری کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ جس سے انسان اللہ کی ثناء اور فرشتوں کی دعا کا مستحق ہوجاتا ہے۔ لہٰذا سحری نہیں چھوڑنی چاہیے۔

---

[1] قال النبي ﷺ: السَّحُورُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلاَ تَدَعُوهُ وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جَرْعَةً مِنْ مَاءٍ فَإِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ. (حم) عَن أبي سعيد. [صحيح الجامع ٣٦٨٣ (حسن)]

[2] - عَنِ أَبِي الْعَالِيَة رَحِمَهُ اللهُ فِي قَولِهِ: {هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ}: صَلاةُ اللهِ: ثناؤه وصلاةُ الملائكةِ عليهم السَّلامُ الدُّعاءِ. [تفسير ابن أبي حاتم ج ٩ ص ٣١٣٩ رقم ١٧٧٠٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سحری کی اہمیت اِس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اِس میں اہلِ کتاب کی مشابہت سے پرہیز ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزے میں فرق کرنے والی چیز سحری کھانا ہے۔ (مسلم)[1]

لٰہذا جو شخص اپنے آپ کو اہلِ کتاب کی مشابہت سے بچانا چاہتا ہے وہ سحری کے بغیر روزہ نہ رکھے۔

سحری میں کھجور کھانا بھی ایک مستحب عمل ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔ (ابوداود)[2]

خلاصۂ کلام یہ کہ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے روزہ کو بہتر بنانے کے لیے ضرور سحری کرے۔ اِس میں دن بھر کے کام کاج اور عبادات کے لیے قوت بھی ہے اور اِسی کے ساتھ سنت کا ثواب و برکت بھی ہے۔

سحری انسان کی ضرورت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے انسان کی اِس ضرورت کو بھی اُس کے لیے اجر وثواب کا ذریعہ بنا دیا۔ سحری کھانا روزہ دار کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ اتباعِ سنت کی نیت سے سحری کرے تو یہ کھانا بھی اس کے لیے اجر وثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

☆☆☆

[1] - قال النبي ﷺ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ. [م: الصيام ٤٦- (١٠٩٦)]

[2] - قال النبي ﷺ: نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ. (د) [د بتحقيق الألباني ٢٣٤٥، الصحيحة ٥٦٢] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۱:

سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی

روزے کا وقت طلوعِ سحر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ صبح صادق کے ہوتے ہی روزہ کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور سورج کے غروب ہوتے ہیں روزے کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ روزے کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ سحری میں تاخیر کی جائے اور اِفطار میں جلدی۔ یعنی روزہ کا وقت شروع ہونے سے قبل آخری وقت میں سحری کی جائے اور سورج ڈوبتے ہی بلا تاخیر اِفطار کرلی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ داروں کو اِسی چیز کا حکم دیا ہے اور آپ خود بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔ (طبرانی)[۱]

روزہ کا مقصد مومن کو بھوکا پیاسا رکھ کر نفس کو سزا دینا نہیں ہے بلکہ روزہ کا مقصد نفس کی تربیت اور اصلاح ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے روزہ سے قبل اور روزہ کے ختم ہوتے ہی فوراً کھانے پینے کو مشروع قرار دیا ہے۔ جس طرح روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرنا اجر وثواب کا باعث ہے اسی طرح روزہ سے قبل سحری کرلینا اور روزہ کا وقت ختم ہوتے ہی افطار کرلینا بھی اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ روزہ صبر کی تربیت ہے اور افطار شکر کی۔

افطار کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور خود آپ کا طرزِ عمل یہ ہے کہ سورج ڈوبتے ہی فوراً افطار کرلی جائے اور اس میں بے وجہ تاخیر نہ کی جائے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت

---

[۱] - قال النبي ﷺ: عَجِّلُوا الإِفْطَارَ وَأَخِّرُوا السُّحُورَ. (طب) عَن أم حكيم. [صحيح الجامع ۳۹۸۹] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے طریقے پر باقی رہے گی جب تک وہ اِفطار کرنے میں ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار نہ کرنے لگے۔'' (حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب آپ روزہ رکھتے تو آپ ایک شخص کو ٹیلے پر متعین کر دیتے، جب وہ کہتا: ''سورج غروب ہو گیا'' تو آپ فوراً افطار کر لیتے۔ (ابن حبان، حاکم وابن خزیمہ)[1]

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اِفطار میں ستاروں کے نکل آنے یعنی خوب اندھیرا ہو جانے تک تاخیر کرنا اُمت کے لیے خیر سے محرومی کا سبب ہے۔

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افطار کے معاملہ میں کس قدر جلدی کرتے تھے۔ غور کرنے کی چیز ہے کہ اگر افطار میں جلدی کرنا مقصود نہ ہوتا تو غروبِ شمس کی معرفت کے لیے کسی شخص کو ٹیلے پر متعین کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی، بلکہ خوب اندھیرا ہو جانے سے خود ہی سورج کا غروب ہونا معلوم ہو جاتا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس خصوصی اہتمام کے ذریعہ امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ سورج ڈوبتے ہی فوراً افطار کر لینا افضل ہے۔

بعض لوگ احتیاط کے نام پر غروب آفتاب کے بعد بھی افطار میں خواہ مخواہ دیری کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مجاہدہ ہے جس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے نہیں ملتا۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل بھی اِس کے برخلاف ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ اپنے خودساختہ احتیاط کی بجائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی ہی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کا پیمانہ بنائے۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رمضان کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا: اَے فلاں، اُترو، ہمارے

---

[1] عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى سُنَّتِي مَا لَمْ تَنْتَظِرْ بِفِطْرِهَا النُّجُومَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ صَائِمًا أَمَرَ رَجُلًا فَأَوْفَى عَلَى نَشَزٍ فَإِذَا قَالَ: قَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ. (ك حب خز) عَن سهل بن سعد (طب) عَن أبي الدرداء. [الصحيحة ٢٠٨١، صحيح الجامع ٤٧٧٢] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ستو گھولو۔ عرض کیا: اَے اللہ کے رسول، ابھی دن (کا اُجالا) باقی ہے۔ آپ نے فرمایا: اُترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ فرماتے ہیں: وہ اُترے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ستو گھول کر لائے۔ آپ نے وہ پیا پھر اپنے ہاتھ سے اِشارہ کر کے فرمایا: جب یہاں سے سورج غروب ہو جائے اور وہاں سے رات آ جائے تو روزہ دار نے افطار کر لی۔ (بخاری و مسلم)[1]

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج ڈوبتے ہی روزہ اپنے آپ ختم ہو جاتا ہے۔ اب مزید بھوکا رہنا روزہ میں شمار نہیں ہوتا کیونکہ روزہ کا وقت تو ختم ہو چکا۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیے کہ بے وجہ بھوکا نہ رہے بلکہ افطار کر لے۔

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا صرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں بلکہ تمام نبیوں کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار میں جلدی کریں، سحری میں تاخیر کریں اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں۔ (طبرانی)[2]

افطار میں تاخیر کرنا نبیوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین اُس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اِفطار میں دیری کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، حاکم)[3]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَلَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: انْزِلْ، فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ، فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ. [خ: الصوم ١٩٥٥ — م: الصيام ٥٢-(١١٠١)]

[2] - قال النبي ﷺ: إِنَّا مَعْشَرَ الأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُعَجِّلَ إِفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُورَنَا وَنَضَعَ أَيْمَانَنَا عَلَى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ. (الطيالسي طب) عن ابن عباس. [صحيح الجامع ٢٢٨٦] (صحيح)

[3] - قال النبي ﷺ: لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ. (د ك) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٧٦٨٩] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین کا غلبہ اور مسلمانوں کی شان و شوکت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع میں ہے اور اِس کے برعکس ذلت و رسوائی اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی مشابہت اور ان کی پیروی میں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کی نصرت اور غلبہ کے حصول کے لیے اہل باطل کی بجائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کریں۔

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح افطار میں تعجیل سنت ہے اُسی طرح سحری میں تاخیر سنت ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سحری کی۔ پھر (سحری سے فارغ ہوکر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقت تھا؟[1] فرمایا: پچاس آیتوں کے بقدر۔ (بخاری مسلم)[2]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کو آخر وقت تک مؤخر کرنا چاہیے۔ اِس میں سنت کا ثواب بھی ہے اور آسانی بھی۔ اِس کے برعکس نیند پوری کرنے کے لیے رات ہی میں کھاپی کر سو جانا اور سحری کے لیے نہ اٹھنا نہ صرف روزہ کو مشکل بناتا ہے بلکہ اِس سے اکثر فجر کی نماز بھی چھوٹ جاتی ہے۔

اِسی طرح افطار میں تاخیر کرنا بھی ایک ایسا مجاہدہ ہے جس میں کوئی ثواب نہیں، اور اِس میں بدن کی بھی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندہ سے ایسا مجاہدہ مطلوب نہیں جس میں بندہ کے لیے حرج ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: فَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسُّحُورِ أَيْ أَذَانِ بن أُمِّ مَكْتُومٍ لِأَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ قَبْلَ الْفَجْرِ وَالْآخَرُ يُؤَذِّنُ إِذَا طَلَعَ. [فتح الباري لابن حجر ج ٢ ص ٥٤ حديث قَوْلُهُ بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ]

[2] - عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. [خ: الصوم ١٩٢١ – م: الصيام ٤٧ - (١٠٩٧)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، وہ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔

[البقرۃ:۱۸۵]

یہ اللہ رب العالمین کی رحمت ہے کہ اس نے جہاں روزہ میں مجاہدہ کو اجر وثواب کا ذریعہ بنایا وہیں جائز لذت وسہولت کو بھی اجر وثواب کا ذریعہ بنا دیا تاکہ بندہ ہر حال میں ترقی کرتا رہے اور آخرت کے امتحان میں کامیاب ہو جائے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۲:

افطار کے وقت مسنون ذکر

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو فرماتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اجر پکا ہو گیا اِن شاء اللہ۔ (ابوداؤد، حاکم)[1]

روزہ صبر کی تربیت ہے اور اِفطار شکر کی۔ ایک مومن بندہ کے دل میں اِفطار کے وقت جو جذبات ہونے چاہئیں انھیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مختصر سی دعا میں سمیٹ لیا ہے۔

دن بھر کی بھوک پیاس سے گزر کر ایک روزہ دار جب افطار کرتا ہے تو یہ اِفطار اُس کے دل میں اللہ کے لیے شکر اور احسان مندی کے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔ اُس کے دل میں اللہ کے آگے اپنی محتاجی کا احساس تازہ ہو جاتا ہے۔ اُسے محسوس ہوتا ہے کہ پانی کا ایک گھونٹ بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔ اگر اللہ اس کی بھوک پیاس مٹانے کے لیے غذا اور پانی کا انتظام نہ کرتا تو وہ بھوکا پیاسا ہی مرجاتا۔ صبح سے شام تک کھانے پینے سے محرومی اُس کے دل میں اللہ کا شکر اور اُس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر پیدا کر دیتی ہے۔

لیکن افطار کے وقت ایک مومن بندہ کھانے پینے کی لذت میں کھو نہیں جاتا بلکہ وہ اپنی اس افطار کو آخرت سے جوڑ کر دیکھتا ہے۔ اپنے روزہ کی تکمیل اُس کے دل میں اللہ سے ملنے والے اجر کی امید اور بھی بڑھا دیتی ہے۔ وہ اِس یقین کے ساتھ اپنا روزہ افطار کرتا ہے

---

[1] - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ. (د ك) عن ابن عمر. [صحيح الجامع ٤٦٧٨] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جس اللہ نے اُسے دنیا میں روزہ کی توفیق دی اور افطار کے لیے حلال رزق بھی عطا کیا وہ اُسے آخرت میں بھی اجر وثواب سے ضرور نوازے گا۔ جس اللہ نے روزہ کے ختم پر اس کے لیے اتنے عمدہ رزق کا انتظام کیا وہ دنیوی زندگی کے خاتمہ پر بھی جنت میں اس کے لیے اس سے بہتر رزق کا انتظام فرمائے گا۔

اس مسنون ذکر میں اجر کے یقینی ہونے کی بات کے ساتھ ان شاء اللہ کی قید لگانا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اجر کا مدار محض عمل کی ادائیگی پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاں قبولیت پر ہے۔ پھر عمل کی قبولیت اور اُس پر اجر وثواب بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اللہ چاہے تو عمل قبول کرے اور چاہے تو رد کر دے۔ وہ چاہے تو اجر عطا کرے اور چاہے تو عطا نہ کرے۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ وہ بندوں کا عمل قبول کرتا ہے اور انھیں اس پر اجر بھی عطا کرتا ہے ورنہ اللہ کو نہ بندوں کے عمل کی کوئی حاجت ہے نہ بندوں کا اللہ پر کوئی حق ہے۔ لہٰذا اجر کے تمام تر یقین اور امید کے باوجود بھی ایک مومن بندہ اِس بات کو ضرور یاد رکھتا ہے کہ اگر اللہ کے ہاں میرا عمل قبول ہونے لائق رہا تو ہی اجر ملے گا ورنہ نہیں۔ یہ چیز اُس کے اندر فخر کی بجائے تواضع وانکساری پیدا کرتی ہے۔

روزہ افطار کرنے کی اِس نبوی دعا میں اِس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عمل کتنا ہی پر مشقت کیوں نہ ہو اس کی یہ مشقت وقتی ہے لیکن اُس کا اجر وثواب دائمی ہے۔

روزہ کی مشقت کے بعد افطار مومن کے لیے اس حقیقت کی یاد دہانی ہے کہ دنیا کی صبر ومجاہدے سے بھری زندگی ایک دن ختم ہونے والی ہے۔ ایک دن آنے والا ہے جو بندے کے لیے اللہ کی طرف سے ابدی و دائمی افطار کا دن ہوگا۔ اس دن بندہ ہمیشہ کے لیے دنیا کی مصیبتوں سے نجات پا کر راحتوں اور نعمتوں سے بھری جنت میں داخل ہو جائے گا۔

افطار کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر روزہ دار کسی کی دعوت میں افطار کرے تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میزبان کے لیے دعا بھی کرے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے ہاں روزہ افطار کرتے تو فرماتے:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

تمہارے ہاں روزہ دار افطار کریں، اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں، اور تم پر (رحمت کے) فرشتے نازل ہوں۔ (مسند احمد، بیہقی)[1]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے ہاں افطار کرتے تو یوں دعا دیتے:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

روزہ دار تمہارے ہاں افطار کریں اور فرشتے تمہارے لیے (رحمت اور مغفرت کی) دعا کریں۔ (طبرانی)[2]

ان دعاؤں میں تین چیزیں ہیں۔ پہلی چیز یہ کہ تمہارے ہاں روزہ دار افطار کریں۔ یہ میزبان کے لیے روزہ داروں کا اجر پانے کی دعا ہے کیونکہ افطار کرانے پر روزہ دار کے مثل اجر ملتا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں۔ نیک لوگوں

---

[1] - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ عِنْدَ أَهْلِ بَيْتٍ قَالَ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. (حم هق) عن أنس. [صحيح الجامع ٤٦٧٧] (صحيح)

[2] - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ عِنْدَ قَوْمٍ، قَالَ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. (طب) عن ابن الزبير. [صحيح الجامع ٤٦٧٩] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو کھلانا اُن کی دعا کا حقدار بننا ہے اور اِس کھانے سے تقویت پا کروہ جو بھی نیک اعمال کریں گے ان کے ثواب میں شرکت ہے۔ تیسری چیز فرشتوں کی دعا کا مستحق بننا ہے جو شرف بھی ہے اور نجات کا ذریعہ بھی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳:

رمضان اور تلاوت قرآن

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو قرآن کریم کے نزول کا مہینہ بنایا۔ اِس سے قرآن اور رمضان کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو ساری اِنسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ [البقرۃ:۱۸۵]

قرآن کسی خاص قوم یا قبیلہ کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ وہ ساری انسانیت کے لیے نازل ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن کی تعلیمات سے پوری طرح فائدہ وہی شخص اٹھا پاتا ہے جو تقویٰ کی صفت سے متصف ہو۔ تقویٰ وہ بنیادی وصف ہے جو انسان کو قرآن سے ہدایت پانے کے لائق بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ

یہ وہ کتاب ہے، اِس میں کوئی شک نہیں (کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے) یہ (کتاب) تقویٰ والوں کے لیے ہدایت ہے۔ [البقرۃ:۲]

متقی کون ہے؟ متقی وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور گناہوں سے بچے۔ حقیقت یہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ قرآن کی رہبری سے وہی انسان فائدہ اٹھاتا ہے جو اللہ کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کے چھوڑ دینے کا مزاج رکھتا ہو۔ اس کے برعکس قرآن کی رہنمائی سے اُس شخص کو فائدہ نہیں ہوتا جو نفس اور شیطان کے راستے کو اپنا چکا ہو اور قرآن کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے لیے تیار نہ ہو۔

قرآن سے ہدایت پانے کے لیے تقویٰ ضروری ہے اور روزہ تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ۔ اس اعتبار سے روزہ اور قرآن میں تعلق بالکل ظاہر ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندہ کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اَے میرے رب، میں نے اِس بندہ کو دن میں کھانے (پینے) اور شہوتوں سے روکے رکھا۔ لہٰذا اِس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اَے میرے رب، میں نے اِسے رات میں نیند سے دور رکھا۔ لہٰذا اِس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اِس پر اُن دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ (مسند احمد، طبرانی، حاکم، شعب الایمان)[1]

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رمضان کے مہینہ میں مومن کے لیے اپنے نفس سے دو جہاد جمع ہو جاتے ہیں: دن میں روزہ کا جہاد اور رات میں قیام کا جہاد۔ جو شخص اِن دونوں جہادوں کو جمع کر لے، اُن کا حق ادا کرے اور اُن پر صبر کے ساتھ جما رہے اُسے (اللہ کی طرف سے) بھرپور اور بے حساب اجر عطا کیا جائے گا۔[2]

---

[1] - قال النبي ﷺ: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ يَقُولُ الْقُرْآنُ: رَبِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، فَيُشَفَّعَانِ. (حم طب ك هب) عن ابن عمرو. [صحيح الجامع ٣٨٢] (صحيح)

[2] - قال ابن رجب رَحِمَهُ اللهُ: واعْلَمْ أَنَّ الْمُؤمِنَ يَجْتَمِعُ لَهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ جِهَادَانِ لِنَفْسِهِ: جِهَادٌ بِالنَّهَارِ عَلَى الصِّيَامِ وَجِهَادٌ بِاللَّيْلِ عَلَى الْقِيَامِ، فَمَنْ جَمَعَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْجِهَادَيْنِ وَوَفَّى بِحُقُوقِهِمَا وَصَبَرَ عَلَيْهِمَا وَفَّى أَجْرَهُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. [لطائف المعارف لابن رجب ص١٧١]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن میں روزہ دار کھانے پینے اور شہوتوں سے اپنے آپ کو روک کر اپنے نفس کو تقویٰ کی تربیت دیتا ہے۔ پھر جب رات ہوتی ہے تو قیام اللیل کی لمبی لمبی رکعتوں میں قرآن پڑھتا ہے یا سنتا ہے۔ دن کے مجاہدے سے حاصل شدہ تقویٰ رات کی نماز میں قرآن سے ہدایت اخذ کرنے میں مددگار بن جاتا ہے۔

رمضان المبارک قرآنِ کریم کی تلاوت کا خصوصی مہینہ ہے۔ خود نبی کریم ﷺ بھی رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کا خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جبریل ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دَور کیا کرتے تھے، لیکن اِس سال انھوں نے دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دَور کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب میری وفات کا وقت آگیا ہے۔ (بخاری و مسلم)[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: جبریل نبی ﷺ سے رمضان کی راتوں ملاقات کیا کرتے یہاں تک کہ رمضان ختم ہوجاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جبریل کے سامنے قرآن پڑھتے۔ (بخاری و مسلم)[2]

اِن دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ پڑھتے اور بعض دفعہ جبریل۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معاملہ یہ تھا کہ دونوں میں جب ایک پڑھتا تو دوسرا سنتا۔[3]

---

[1] - قال النبي ﷺ: إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي. [خ: المناقب٣٦٢٤ - م: فضائل الصحابة ٩٩- (٢٤٥٠)] عن عائشة

[2] - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ. [خ: الصوم ١٩٠٢ - م: الفضائل ٥٠- (٢٣٠٨)]

[3] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: وَالْمُعَارَضَةُ مُفَاعَلَةٌ مِنَ الْجَانِبَيْنِ كَأَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا كَانَ تَارَةً يَقْرَأُ وَالْآخَرُ يَسْتَمِعُ. [فتح الباري لابن حجر ج ٩ ص ٤٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان میں قرآن کریم کی مدارَست اور اُس کے لیے جمع ہونا اور اپنے سے بہتر حافظ پر اپنا یاد کیا ہوا قرآن پیش کرنا (تا کہ مراجعت ہو جائے) مستحب ہے۔ اِس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم کی خوب تلاوت کرنی چاہیے۔[1]

ابن رجب فرماتے ہیں: سلف کا معمول تھا کہ رمضان میں نماز میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرتے تھے۔[2]

ابن عبدالحکم فرماتے ہیں کہ امام مالک کا حال یہ تھا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو حدیث کی قرأت اور اہل علم کی مجالست سے بچ کر مصحف میں دیکھ کر قرآن کی تلاوت میں لگ جاتے۔[3]

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا معمول یہ تھا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو دیگر نفل عبادات چھوڑ کر قرآن پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے مہینے میں دن کے اول حصہ میں مصحف میں دیکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتیں، پھر جب سورج نکل آتا تو سو جاتیں۔[5]

---

[1] - قال ابن رجب رَحِمَهُ اللهُ: وَدَلَّ الْحَدِيْثُ أَيْضًا عَلَى اسْتِحْبَابِ دِرَاسَةِ الْقُرْآنِ فِي رَمَضَانَ وَالْإِجْتِمَاعُ عَلَى ذَلِكَ وَعَرْضِ الْقُرْآنِ عَلَى مَنْ هُوَ أَحْفَظُ لَهُ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ الإِكْثَارِ مِنْ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. [لطائف المعارف لابن رجب ص ١٦٩]

[2] - قال ابن رجب رَحِمَهُ اللهُ: وَكَانَ السَّلَفُ يَتْلُونَ الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا. [لطائف المعارف لابن رجب ص ١٧١]

[3] - قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ: كَانَ مَالِكٌ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ يَفِرُّ مِنْ قِرَاءَةِ الْحَدِيْثِ وَمُجَالَسَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَأَقْبَلَ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ مِنَ الْمُصْحَفِ. [لطائف المعارف لابن رجب ص ١٧١]

[4] - قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانَ سَفْيَانُ الثَّورِيُّ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَرَكَ جَمِيْعِ الْعِبَادَةَ وَأَقْبَلَ عَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ. [لطائف المعارف لابن رجب ص ١٧١]

[5] - وَكَانَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ أَوَّلِ النَّهَارِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَامَتْ. [لطائف المعارف لابن رجب ص ١٧١]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سارے آثار ابن رجب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب لطائف المعارف میں ذکر کیے ہیں۔

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہم فضولیات میں مشغول ہو کر وقت ضائع کرنے کی بجائے قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کو قیمتی بنائیں۔ اللہ کے کلام کی تلاوت اور اُس میں تدبر کے ذریعہ اپنے ایمان کو تازہ کریں اور تلاوت کا اجر وثواب بھی حاصل کریں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھے، اُسے اِس کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا نیکیاں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی، حاکم)[1]

☆☆☆

[1] - قال النبي ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. (تخ ت ك) عن ابن مسعود. [صحيح الجامع ٦٤٦٩] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۴:

روزہ میں لڑنے جھگڑنے سے بچنا

ایک روزہ دار صبح سے شام تک اپنے آپ کو کھانے پینے سے روکے رکھتا ہے۔ روزہ کا احساس بھوک پیاس کی شدت کے باوجود اسے کھانے پینے سے روکے رکھتا ہے۔۔ پس اِسی طرح روزہ دار کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بدزبانی اور فحش کلامی سے اوراسی طرح جھگڑے فساداور دوسروں کی ایذارسانی سے روکے رکھے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ محض کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزہ اپنے آپ کو لغو (یعنی بے فائدہ چیزوں) اور بے حیائی (کے کاموں) سے روکے رکھنے کا نام ہے۔ پھر اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ جہالت کا سلوک کرے تو صاف کہہ دو کہ میں روزہ دار ہوں۔ (حاکم، بیہقی)[1]

یہ زندگی کا معمول ہے کہ آدمی کا کسی نہ کسی سے اختلاف ہو ہی جاتا ہے۔ کبھی یہ اختلاف دینی ہوتا ہے تو کبھی دنیوی۔ بعض اوقات یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے جھگڑے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روزہ دار کو چاہئے کہ ایسے حالات میں اخلاقی حدود کا لحاظ کرے۔

روزہ کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ روزہ دار غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے۔ وہ غصہ میں آکر اخلاقی حدیں پار نہ کرے۔ وہ اپنی زبان کو گالی گلوچ، تہمت، لعنت اور الزام تراشی سے محفوظ رکھے۔ وہ اپنے ہاتھوں کو ظلم سے بچائے رکھے۔

---

[1] - قال النبي ﷺ: لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الأَكْلِ وَالشُّرْبِ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ. (ك هق) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٥٣٧٦] (صحيح) ونحوه في الصحيحين [خ: الصوم ١٨٩٤ - م: الصيام ١٦٠-(١١٥١)] عن أبي هريرة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ میں اپنے آپے سے باہر ہونا اور بے قابو ہوکر بداخلاقی اور بے حیائی پر اُتر آنا روزہ کے فوائد بلکہ اُس کے اصل مقصد ہی کو ختم کر دیتا ہے۔

عام طور پر لوگوں کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ خاموش رہنا اور برداشت کر لینا کمزوری اور بزدلی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قدرت کے باوجود اپنے آپ کو اخلاقی حدود کا پابند بنائے رکھنا بزدلی نہیں بلکہ بہادری ہے۔ جذباتی شخص بے لگام ہوتا ہے۔ اُسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اگلے لمحہ وہ کیا قدم اٹھائے گا۔ اِس کے برعکس ایک بااصول انسان جانتا ہے کہ اسے کس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ جذبات کے بہاؤ میں بہہ جانے والے شخص کے حصہ میں اکثر ندامت کے سوا کچھ نہیں آتا۔ اس کے برعکس جذبات پر قابو رکھنے والا شخص اپنی عزت بچائے رکھتا ہے۔ بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اہتمام کے سبب سماج میں اس کی عزت مزید بڑھ جاتی ہے۔

آدمی کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ جذباتیت بہادری نہیں اور صبر بزدلی نہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو (کشتی میں) پچھاڑ دے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں بھی اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (بخاری و مسلم)[1]

یہ حدیث ہمیں اس حقیقت سے آشنا کراتی ہے کہ اخلاقی قوت جسمانی قوت سے اعلیٰ اور برتر ہے۔

اگر کوئی شخص جہالت سے مغلوب ہوکر روزہ دار سے اُلجھ پڑے تو روزہ دار کو چاہیے کہ اُس شخص کی جہالت کا جواب جہالت سے دینے کی بجائے اپنے روزہ کی حفاظت کا خیال کرے۔ وہ اُس سے لڑ پڑنے کی بجائے اس سے درگذر کرے۔ بلکہ اُسے صاف بتادے کہ میں روزہ ہوں! تاکہ کم از کم روزہ ہی کا لحاظ کر کے وہ اپنی جہالت سے باز

---

[1] قال النبي ﷺ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. [خ: الأدب ٦١١٤ - م: البر والصلة والآداب ١٠٧- (٢٦٠٩)] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آجائے۔ بلکہ یہ چیز خود اپنے لیے بھی روزہ کی حفاظت کی خاطر صبر و برداشت سے کام لینے اور جھگڑا چھوڑ دینے کا ذریعہ ہے۔

جاہلوں سے الجھنا عقلمندوں کا طریقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ جاہلوں سے نہیں الجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (ان سے بھی) سلامتی ہی کی بات کرتے ہیں۔ [الفرقان: ۶۳]

اللہ کا واقعی نیک بندہ وہ ہے جس پر اللہ کی عظمت کا احساس اس قدر طاری ہو کہ اس کی اصل فکر لوگوں سے لڑ جھگڑ کر ان پر غالب آنے کی بجائے خود اپنے شر سے ان کو محفوظ رکھنا ہو جائے۔ جو اونچائی کا مقام رحمٰن کے لئے خاص کر کے اپنے لیے تواضع اور پستی کے مقام پر راضی ہو جائے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ (مسلم)[۱]

حق بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عام حالات میں بھی دوسروں کے لیے سراپا سلامتی ہوتا ہے، پھر وہ روزہ کی حالت میں لوگوں کے لیے شر اور ضرر کا سبب کیسے بن سکتا ہے۔

☆☆☆

---

[۱] قال النبي ﷺ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. [خ: الإيمان ١٠ — م: الإيمان ٦٤- (٤٠)] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو [م: الإيمان ٦٥- (٤١)] عن جابر واللفظ له

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵:

روزہ اور دعا

روزہ دار اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی مرغوبات بلکہ اپنی بنیادی ضرورتوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی روزہ دار کو اس کے اس مجاہدہ کے بدلے اپنے قرب اور عطا کی لذت سے نوازتا ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ [الرحمن: ٦٠]

قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو رمضان کے روزوں کا حکم دیا تو اس کے بعد اگلی آیت میں فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ اُن سے کہیے کہ) میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب بھی وہ پکارے۔ [البقرہ: ١٨٦]

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دو چیزوں کا وعدہ کیا ہے، ایک اپنے قُرب کا دوسرے اُن کی دعاؤں کی قبولیت کا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو روزہ کا حکم دے کر دعا اور اس کی قبولیت کا وعدہ کرنا اس بات کی طرف صاف اشارہ ہے کہ روزہ اور دعا میں ایک خاص تعلق ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیے کہ وہ حالتِ صوم میں اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کرے۔ وہ اپنے اور دوسروں کے لیے، دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں مانگ لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں بھی روزہ دار کے لیے دعاؤں کی قبولیت کی بشارت موجود ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، روزہ دار کی دعا، مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔ (شعب الایمان)[1]

ایک دوسری روایت میں ہے: تین دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ باپ کی دعا اپنی اولاد کے لیے، روزہ دار کی دعا اور مسافر کی دعا۔[2]

روزہ دار کا مجاہدہ اُس کے لیے اللہ کے قرب کے دروازے کھول دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب بندہ کے لیے دعا کی قبولیت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا اور مناجات کے ذریعہ اپنی دنیا اور آخرت کے مسائل حل کروالے۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ روزہ میں بھوک پیاس کی شدت سے آدمی کا نفس کمزور ہوجاتا ہے اور دل بھی نرم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے آگے رونا گڑگڑانا روزہ کی حالت میں اور بھی آسان ہوجاتا ہے۔ اس لیے روزہ دار کو چاہیے کہ اللہ سے قُرب کے اِس موقع کو ضائع نہ کرے اور فضولیات میں وقت برباد کرنے کی بجائے کچھ لمحات اپنے رب کے آگے آہ وزاری میں بھی صرف کرے۔ دعا نہ صرف اپنی ضروریات کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ اللہ کی محبت کے حصول اور اپنی عبدیت کی تجدید کا بھی ذریعہ ہے۔

حدیث میں روزہ دار کے علاوہ مظلوم کی دعا کی قبولیت کا بھی ذکر ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں خاص نصیحت کی تھی۔ آپ نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچ، اس لیے کہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب

---

[1] - قال النبي ﷺ: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الصَّائِمِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ. (عق هب) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٣٠٣٠] (صحيح)

[2] - قال النبي ﷺ: ثلاثُ دَعَواتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَةُ الوَالِدِ لِوَلَدِهِ وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ ودَعْوَةُ الْمسافِرِ. (أبُو الحسن بن مهرويه في الثلاثيات الضياء) عن أنس. [صحيح الجامع ٣٠٣٢] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔(بخاری و مسلم)[1]

بلکہ یہ معاملہ اتنا سنگین ہے کہ اگر ایک مظلوم کافر بھی ہو اور وہ کسی ظالم مسلمان کے خلاف اللہ کو پکارے تو اللہ تعالیٰ اُس کی پکار کو بھی سُنتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مظلوم کی بد دعا سے بچو خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو اِس لیے کہ مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔(مسند احمد، ابویعلی)[2]

اِسی طرح باپ کی دعا اولاد کے حق میں اور مسافر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

دعا خود ہی ایک اعلیٰ ترین عمل ہے۔ پھر جب یہ دعا اللہ کی خاطر روزہ رکھ کر بھوک پیاس کی حالت میں ہو تو اس کا شرف اور قبولیت کا امکان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر شرف والی کوئی چیز نہیں۔(مسند احمد، الادب المفرد، ترمذی، حاکم)[3]

بلکہ دعا تمام عبادات کا مقصود ہے۔ جتنی بھی عبادات ہیں ان میں بندہ اپنے حال اور اپنے مقال سے اللہ کے تقرب اور اس کی عطا ہی کا طلبگار رہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل عبادت دعا ہے۔[4]

---

[1] - قال النبي ﷺ: وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ. [خ: الزكاة ١٤٩٦ - م: الإيمان ٢٩- (١٩)] عن ابن عباس

[2] - قال النبي ﷺ: اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ دُونَهَا حِجَابٌ. (حم ع الضياء) عن أنس. [صحيح الجامع ١١٩] (حسن)

[3] - قال ﷺ: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ. (حم خد ت ك) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٥٣٩٢] (حسن)

[4] - قال ﷺ: أَفْضَلُ العِبادَةِ الدُّعاءُ. (ك) عن ابن عباس (عد) عن أبي هريرة (ابن سعد) عن النعمان بن بشير [صحيح الجامع ١١٢٢] [الصحيحة ١٥٧٩] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: اللہ تعالی بڑا حیا والا ہے۔ بندہ جب اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف (دعا کے لیے) اٹھاتا ہے تو وہ انھیں خالی اور محروم لوٹانے سے بہت شرماتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)[1]

اللہ سے دعا نہ کرنا پست ہمتی کی بدترین صورت ہے۔ آدمی اللہ تعالیٰ سے مانگنے سے بھی عاجز ہو جائے تو یہ عاجزی اور ذلت کی حد ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے عاجز انسان وہ ہے جو دعا سے بھی عاجز ہو جائے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، شعب الایمان)[2]

اسی طرح اللہ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مستغنی بنا لینا اور دعا نہ کرنا بھی اللہ کے نزدیک ایک جرم ہے۔ دعا سے اعراض کرنے والے شخص سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے دعا نہیں کرتا اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے۔ (ترمذی)[3]

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ دار کی دعا اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہے لہٰذا ایک روزہ دار کو دعا میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اللہ سے اپنے اور دوسروں کے لیے، بلکہ پوری اُمت کے لیے خیر کی دعائیں کرنی چاہییے۔

☆☆☆

1- قال ﷺ: إنّ اللّهَ تَعَالَى حَيِيٌّ كريم يَسْتَحِي إذا رَفَعَ الرَّجُلُ إلَيْهِ يَدَيْهِ أنْ يرُدَّهُما صِفْراً خائِبَتَيْنِ. (حم د ت هـ ك) عَن سلمان. [صحيح الجامع ١٧٥٧] (صحيح)

2- قال ﷺ: أعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجزَ عن الدُّعاءِ. (طس هب) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ١٠٤٤] (صحيح)

3- قَال النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم: مَنْ لَمْ يَسْأَلْ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ. (ت) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٢٤١٨] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۶:

روزہ دار کو افطار کرانا

اسلام ہمدری اور سخاوت کا دین ہے، اور رمضان اِس سخاوت کے اہتمام اور اظہار کا مہینہ۔

روزہ ایک پر مشقت عمل ہے۔ روزہ کی تکلیف ایک روزہ دار کو دوسروں کی تکلیف کا احساس دلاتی ہے۔ ایک روزہ دار جب خود بھوک پیاس سے گزرتا ہے تو اسے ان لوگوں کی تکلیف کا واقعی احساس ہوتا ہے جنھیں ٹھیک سے دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہوتا۔ روزہ فقراء ومساکین سے ہمدردی پیدا کرتا ہے۔

رمضان المبارک کی نیکیوں میں سے ایک نہایت ہی اہم نیکی افطارُ الصائمین ہے۔ یہ کوئی معمولی نیکی نہیں۔ اس کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے اُسے اُس روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملے گا لیکن اُس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان)[1]

ایک شخص ایک دن میں ایک سے زیادہ روزے نہیں رکھ سکتا لیکن وہ کئی روزداروں کی افطار کے ذریعہ اُن کا اجر وثواب حاصل کر سکتا ہے۔

پھر مزید یہ کہ یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر بھی موقوف نہیں بلکہ حدیث کے ظاہر

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا. (حم ت هـ حب) عن زيد بن خالد. [صحيح الجامع ٦٤١٥] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ ایک کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ بھی اِس ثواب کے حصول کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اللہ کی شان بھی عجیب ہے۔ وہ جس کو چاہے جتنا چاہے اجر عطا فرما دے۔ نہ اُس کے پاس کچھ کمی ہے نہ اُس سے کوئی پوچھنے والا ہے۔

اسلام میں عام انسانوں کو کھلانا بھی ایک عظیم نیکی ہے۔ پھر اندازہ لگائیں کہ ایک روزہ دار کو کھلانا جو دن بھر اللہ کی خاطر بھوکا رہا ہو کتنی بڑی نیکی ہوگی۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ) تُو لوگوں کو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے چاہے اسے پہچانتا ہو یا نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)[1]

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو، جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ (طبرانی)[2]

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اِفطار چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو لیکن حلال ہونی چاہیے، ورنہ ثواب نہیں ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام مال سے صدقہ وخیرات قبول نہیں کرتا۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ خود بھی حلال کھائے اور دوسروں کو بھی حلال کھلائے۔

حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزہ داروں کے ثواب سے کچھ کمی نہ کی جائے

---

[1] - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. [خ: الإيمان ١٢ - م: الإيمان ٥٦]

[2] - قال ﷺ: أطْعِمُوا الطَّعامَ وأفْشُوا السَّلامَ تُورَثُوا الجِنانَ. (طب) عن عبد الله بن الحارث. [صحيح الجامع ١٠٢٢] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ دوسرے کے مال سے افطار کرنے کے سبب اُن کا اجر اس افطار کرانے والے کو دے دیا جائے۔ بلکہ روزہ داروں کو اپنے روزے کا پورا پورا ثواب ملے گا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو افطار کرانا چاہے تو بلا عذر انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اپنے مسلمان بھائی کے رزق سے افطار کر لینا اُس کی دلجوئی بھی ہے اور نیکی میں اُس کی مدد بھی، اور اِس میں روزہ دار کا کوئی نقصان بھی نہیں۔

روزہ ایک مجاہدہ ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو اس مجاہدہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ دوسروں کو افطار کرا کے بغیر مجاہدہ کے وہ سارا اجر حاصل کر سکتا ہے جو روزہ پر دیا جاتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ بیماری اور سخت بڑھاپے کے سبب روزہ نہیں رکھ پاتے۔ ایسے لوگ روزہ داروں کو افطار کرا کے روزوں کا اجر حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے ثواب کے اتنے سارے راستے رکھے ہیں کہ ایک شخص اگر کسی مجبوری کے سبب کوئی نیکی نہ بھی کر پائے تو وہ اُس نیکی میں تعاون کے ذریعہ اُس کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ہاں، شرط یہ ہے کہ وہ نیکی اجر و ثواب ہی کی نیت سے ہو، دکھاوے اور شہرت کے لیے نہ ہو۔ ورنہ بڑے سے بڑا عمل بھی اخلاص کے بغیر بے قیمت ہے۔ جب عمل میں اخلاص کی بجائے ریا کاری اور تعریف کی چاہت شامل ہو جائے تو وہ ثواب کی بجائے عذاب کا سبب بن جاتا ہے۔

لہٰذا روزہ افطار کرانے والوں کو چاہیے کہ حتی الامکان اخلاص کا اہتمام کریں اور اِسے اپنی سیاست کو چمکانے یا لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اِس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک انسان اچھے کاموں سے لوگوں کے دلوں میں تو جگہ بنا لے لیکن ریا کاری کے سبب وہ اللہ کے ہاں بے جگہ ہو کر رہ جائے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۷:

رمضان اور اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ کا ایک اہم ترین عمل اعتکاف ہے۔ لغت میں اعتکاف کسی عمل یا کسی جگہ پر جمے رہنے کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں اعتکاف یہ ہے کہ ایک آدمی عبادت کی غرض سے مسجد میں ٹکا رہے۔[1]

اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں کرنا سُنت ہے۔ اعتکاف جامع مسجد میں کیا جانا چاہیے۔ یعنی ایسی مسجد میں جہاں پانچوں نمازوں کے ساتھ ساتھ جمعہ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہو۔ اعتکاف میں تمام برائیوں اور فضول کاموں سے بچتے ہوئے، سب سے کٹ کر، مسجد کے ایک حصہ کو لازم پکڑ کر، وہیں عبادت میں مصروف رہنا چاہیے۔ اعتکاف میں بیٹھنے والا شخص اگر واقعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نکل آئے تو اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جنازہ کی نماز کے لیے باہر نکلنا بھی اعتکاف کو ختم کر دیتا ہے۔ ہاں، اگر وہ پیشاب پاخانہ اور جنابت کے غسل کے لیے باہر نکلے تو کوئی حرج نہیں۔

اعتکاف کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام دونوں کو حکم دیا کہ وہ اعتکاف کرنے والوں کے لیے اللہ کے گھر یعنی مسجد حرام کو پاک صاف رکھیں۔

---

[1] - قال ابن الأثير رَحِمَهُ اللهُ: قَدْ تَكَرَّرَ فِي الْحَدِيثِ ذِكْرُ الإِعْتِكَافِ والعُكُوفِ وَهُوَ الإِقَامَةُ عَلَى الشَّيْءِ، وَبِالْمَكَانِ ولُزومُهما. يُقَالُ: عَكَفَ يَعْكُفُ ويَعْكِفُ عُكُوفاً فَهُوَ عَاكِفٌ، واعْتَكَفَ يَعْتَكِفُ اعْتِكَافاً فَهُوَ مُعْتَكِفٌ. وَمِنْهُ قِيلَ لِمَنْ لازَمَ المَسْجِدَ وَأَقَامَ عَلَى العِبَادَةِ فِيهِ: عَاكِفٌ ومُعْتَكِفٌ. [النهاية في غريب الحديث والأثرج ٣ ص ٢٨٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو حکم دیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدے کرنے والوں کے لیے پاک صاف کرو۔[البقرۃ:۱۲۵]

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کتنی عظیم عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کرنے والا کتنا قابل احترام ہے۔

اعتکاف کی اِسی فضیلت واہمیت کے پیش نظر اللہ کے نبی ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہ اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہوا کرتا اور دس دنوں کا ہوتا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے، لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اُس سال آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔(بخاری)[1]

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف نبی ﷺ کی دائمی سنت ہے۔

لیکن اِسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے آخری رمضان میں آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔ تو اِس کی حکمت مسند احمد کی ایک حدیث سے معلوم ہوتی

---

[1] - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانٍ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا. [خ: الإعتكاف ٢٠٤٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ رمضان میں مقیم ہوتے تو دس دنوں کا اعتکاف کرتے اور اگر سفر کرتے تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف کرتے۔[1] گویا یہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے اعتکاف کی بھرپائی ہوتی۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر درمیانی عشرہ کا، پھر آپ پر یہ واضح ہوا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے تو آپ نے اِسی پر مداومت کی یہاں تک کہ آپ اپنے رب سے جا ملے۔ (زاد المعاد)[2]

دنیا کے مشاغل انسان کے قلب کو اللہ کے ماسوا میں مشغول کر کے غافل کر دیتے ہیں۔غفلت قساوت پیدا کرتی ہے اور قساوت معصیت تک لے جاتی ہے۔اعتکاف کا مقصد بندے کو تمام مشاغل سے کاٹ کر اللہ سے جوڑنا ہے۔کھانا پینا، سونا، اور لوگوں سے تعلقات وکلام یہ چاروں چیزیں ضرورت سے زائد ہو جائیں تو آدمی کا دل غفلت اور قساوت کا شکار ہو جاتا ہے۔اعتکاف کا مقصد یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے اور آرام میں کمی کے ذریعے اپنے نفس کو مادّیت سے اوپر اٹھائے اور اپنی روحانیت کو ترقی دے۔پھر مخلوق سے کٹ کر اپنی تنہائیوں میں اللہ کو یاد کرے، اُس سے مناجات کرے اور اپنے حال و مآل میں غور وفکر کرے۔اِس اعتبار سے اعتکاف اپنی زندگی کے مقصد پر غور وفکر اور نفس کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔اِسی طرح وہ اللہ سے اپنے تعلق کو سنوارنے کا

---

[1] - عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ مُقِيمًا اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِذَا سَافَرَ اعْتَكَفَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عِشْرِينَ. (حم) عن أنس. [صحيح الجامع ٤٧٧٥] (صحيح)

[2] - قال ابن القيم رَحِمَهُ اللهُ: وَاعْتَكَفَ مَرَّةً فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ الْأَوْسَطِ، ثُمَّ الْعَشْرِ الْأَخِيرِ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَخِيرِ، فَدَاوَمَ عَلَى اعْتِكَافِهِ حَتَّى لَحِقَ بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [زاد المعاد في هدي خير العباد ج ٢ ص ٨٤]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین موقع ہے۔[1]

پس اعتکاف میں بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات کی قدر کریں اور ان قیمتی لمحات کو کثرتِ عبادت، دعا ومناجات، ذکر وتلاوت وغیرہ میں صرف کریں۔ اِس کے برعکس اعتکاف میں عبادت کی بجائے محض آرام میں لگے رہنا ہرگز مناسب نہیں۔ اِس سے بھی زیادہ بُرا یہ ہے کہ آدمی اعتکاف میں بیٹھے دوسرے لوگوں کے ساتھ گپ شپ میں وقت ضائع کرے یا پھر اعتکاف میں بیٹھے بیٹھے دن بھر موبائیل فون پر تجارت یا فضولیات میں وقت برباد کرے۔ عقلمند آدمی وہ ہے جو آخرت کی تجارت کے موقع کو دنیا کی تجارت میں پھنس کر برباد نہ کرے۔

☆☆☆

---

[1] - قال ابن القيم رَحِمَهُ اللهُ: وَشَرَعَ لَهُمُ الإعْتِكَافَ الَّذِي مَقْصُودُهُ وَرُوحُهُ عُكُوفُ الْقَلْبِ عَلَى اللهِ تَعَالَى، وَجَمْعِيَّتُهُ عَلَيْهِ، وَالْخَلْوَةُ بِهِ، وَالإنْقِطَاعُ عَنِ الإشْتِغَالِ بِالْخَلْقِ، وَالإشْتِغَالُ بِهِ وَحْدَهُ سُبْحَانَهُ بِحَيْثُ يَصِيرُ ذِكْرُهُ وَحُبُّهُ، وَالإقْبَالُ عَلَيْهِ فِي مَحَلِّ هُمُومِ الْقَلْبِ وَخَطَرَاتِهِ، فَيَسْتَوْلِي عَلَيْهِ بَدَلَهَا، وَيَصِيرُ الْهَمُّ كُلُّهُ بِهِ، وَالْخَطَرَاتُ كُلُّهَا بِذِكْرِهِ، وَالتَّفَكُّرُ فِي تَحْصِيلِ مَرَاضِيهِ وَمَا يُقَرِّبُ مِنْهُ فَيَصِيرُ أُنْسُهُ بِاللهِ بَدَلًا عَنْ أُنْسِهِ بِالْخَلْقِ، فَيَعُدُّهُ بِذَلِكَ لِأُنْسِهِ بِهِ يَوْمَ الْوَحْشَةِ فِي الْقُبُورِ حِينَ لَا أَنِيسَ لَهُ، وَلَا مَا يَفْرَحُ بِهِ سِوَاهُ، فَهَذَا مَقْصُودُ الاعْتِكَافِ الأَعْظَمِ. [زاد المعاد في هدي خير العباد (٢/ ٨٢)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۸:

لیلۃ القدر کی فضیلت

رمضان المبارک ایک عظیم الشان مہینہ ہے۔ اِس عظمت و برکت والے مہینے میں ایک بابرکت رات لیلۃ القدر بھی ہے۔ اِس رات کی عظمت کا اندازہ اِسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِس رات کو ایک مبارک رات قرار دیا ہے اور اِس رات میں قرآن کریم جیسی مبارک اور عظیم الشان کتاب نازل کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ

ہم نے اِس (قرآن) کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ ہمیں لوگوں کو خبردار کرنا ہی تھا۔ اِس رات میں ہر ایک پختہ معاملہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ [الدخان: ۴۔۳]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی بازار میں چل پھر رہا ہے، حالانکہ اُس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔ پھر اُنھوں نے یہ آیت پڑھی۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ. فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ

(اور کہا) کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ فرمایا: اِس رات میں آنے والے سال کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیلۃ القدر تک کے تمام دنیوی امور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (حاکم)[1]

یہ رات اِس قدر عظیم الشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ایک مستقل سورۃ نازل فرمادی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ، سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

یقیناً ہم نے اِس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے، اور تمھیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے! لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اِس (رات) میں فرشتے اور روح (یعنی جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر فیصلہ کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی ہوتی ہے، یہاں تک کہ طلوع فجر ہو جائے۔ [سورۃ القدر]

اِس سورۃ کا مطالعہ کئی اعتبار سے اِس رات کی فضیلت ظاہر کرتا ہے۔

۱۔ اِس رات میں قرآن کریم کا نازل کیا جانا۔

۲۔ اِس رات کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے سوال و تعظیم کا انداز اختیار کرنا کہ: تجھے کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے!

۳۔ اِس رات کا ہزار مہینوں سے بہتر ہونا۔

---

[1] - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّكَ لَتَرَى الرَّجُلَ يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ وَقَدْ وَقَعَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتَى ثُمَّ قَرَأَ: {إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ} يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ: فَفِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ يُفْرَقُ أَمْرُ الدُّنْيَا إِلَى مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ. (ك) [ك ٣٦٣٦] قال الحاكم: صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقال الذهبي: صحيح على شرط مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اِس رات میں فرشتوں کی کثیر تعداد اور جبریل کا زمین پر نازل ہونا۔

۵۔ اِس رات کا تمام تر سلامتی ہونا

قرآن کریم میں اِس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مفسرین نے اِس کے معنی میں مختلف باتیں کہی ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں اللہ کو راضی کرنے والا عمل اِس رات کے علاوہ ہزار مہینوں کے نیک عمل سے بہتر ہے۔ [1]

شبِ قدر رمضان ہی میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرآن کریم رمضان المبارک میں نازل کیا گیا اور دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کریم لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا۔ لہٰذا اِن دونوں باتوں کو ملانے سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان ہی میں ہے۔ پھر جس رات میں قرآن کریم نازل کیا گیا اس کی تعیین میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم رمضان کی چوبیس راتیں گزر جانے کے بعد (یعنی پچیسویں رات کو) نازل ہوا۔ (طبرانی) [2]

لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ یہ رات بس نبی ﷺ کے زمانے میں تھی اور پھر ہمیشہ کے لیے اُٹھالی گئی ہو۔ بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ [3]

اِس رات میں فرشتوں کے نزول کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

---

[1] - قال ابن جرير الطبري رَحِمَهُ اللهُ: اخْتَلَفَ أَهْلُ التَّأْوِيلِ فِي مَعْنَى ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعْنَى ذَلِكَ: الْعَمَلُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِمَا يُرْضِي اللهَ، خَيْرٌ مِنَ الْعَمَلِ فِي غَيْرِهَا أَلْفَ شَهْرٍ. [تفسير الطبري = جامع البيان ط هجرج ٢٤ ص ٥٤٥]

[2] - قال النبي ﷺ: وأُنْزِلَ الْقُرْآنُ لأَرْبَعٍ وعِشْرِينَ خَلَتْ مِنْ رَمَضانَ. (طب) عن واثلة. [صحيح الجامع ١٤٩٧] (حسن)

[3] - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي كُلِّ رَمَضَانَ. [تفسير الطبري = جامع البيان ط هجر (٢٤/ ٥٤٥)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس رات میں زمین پر ریت کے کنکروں سے بھی زیادہ فرشتے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد)[1]

اِس رات میں تمام اُمور کا فیصلہ ہونے کے تعلق سے قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِس رات میں اگلے سال کی لیلۃ القدر تک تمام معاملات کے فیصلے کردیے جاتے ہیں۔[2]

اِس رات کے سلامتی ہونے کے بارے میں مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ رات تمام تر سلامتی ہوتی ہے، اِس رات میں شیطان نہ کوئی برائی کر سکتا ہے نہ کوئی تکلیف دے سکتا ہے۔[3]

لیلۃ القدر کی تعیین کے بارے میں کافی اختلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری و مسلم)[4]

لیکن ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں اُس وقت تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہ جائیں، یا جب سات راتیں باقی رہ جائیں، یا جب پانچ راتیں باقی رہ جائیں، یا جب تین راتیں باقی رہ جائیں یا جب آخری رات ہو۔[5]

---

[1] - قال النبي ﷺ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الحَصَى. (حم) عَن أبي هُرَيْرَة. [صحيح الجامع ٥٤٧٣] (حسن)

[2] - عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ: {مِنْ كُلِّ أَمْرٍ} قَالَ: يُقْضَى فِيهَا مَا يَكُونُ فِي السَّنَةِ إِلَى مِثْلِهَا. [تفسير الطبري = جامع البيان ط هجر (٥٤٧/٢٤)]

[3] - عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: {سَلامٌ هِيَ} قَالَ: هِيَ سَالِمَةٌ لَا يَسْتَطِيعُ الشَّيْطَانُ أَنْ يَعْمَلَ فِيهَا سُوءًا أَوْ يَعْمَلَ فِيهَا أَذًى. [تفسير ابن كثير ط العلمية (٤٢٧/٨)]

[4] - قال النبي ﷺ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ القَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. [خ: فضل ليلة القدر ٢٠١٧ - م: الصيام ٢١٩- (١١٦٩)]

[5] - قال النبي ﷺ: الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي تِسْعٍ بَقِينَ، أَوْ فِي سَبْعٍ بَقِينَ، أَوْ فِي خَمْسٍ بَقِينَ أَوْ فِي ثَلَاثٍ بَقِينَ، أَوْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ. (حم ت خز حب ك) [صحيح ابن خزيمة ٢١٧٥] واللفظ لابن خزيمة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اعتبار سے غور کیا جائے تو اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو نو راتیں رہ جانے والی رات بائیسویں رات ہوتی ہے۔ اور اس ترتیب سے ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۲۸ اور ۳۰ ویں راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا حکم سامنے آتا ہے۔ آخری رات میں لیلۃ القدر تلاش کرنا بھی اِسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لہٰذا اگر مہینہ ۲۹ / دنوں کا ہو تو آخری رات ۲۹ ویں ہوگی اور اگر تیس دن کا ہو تو آخری رات بلا شبہ تیسویں ہوگی۔ اِس اعتبار سے کامل مہینہ میں لیلۃ القدر کا امکان جُفت راتوں میں ہوگا اور ناقص یعنی ۲۹ دن کے مہینے میں طاق راتوں میں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم [1]

لیکن مہینہ ۲۹ دن کا ہوگا یا ۳۰ دن کا یہ کوئی نہیں جانتا۔ اِس لیے یہ بھی قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اِس سال لیلۃ القدر طاق راتوں میں ہوگی یا جُفت راتوں میں۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ آخری عشرہ کی تمام ہی راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرے تا کہ یہ رات اُسے یقینی طور پر نصیب ہو جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان کے آخری عشرہ میں پورے دس دنوں کا اعتکاف کرنا اور تمام راتیں عبادت میں گزارنا بھی اِسی طرف اِشارہ کرتا ہے۔

---

[1] - قال ابن تيمية رَحِمَهُ اللهُ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ هَكَذَا صَحَّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ). وَتَكُونُ فِي الْوِتْرِ مِنْهَا. لَكِنَّ الْوِتْرَ يَكُونُ بِاعْتِبَارِ الْمَاضِي فَتُطْلَبُ لَيْلَةَ إحْدَى وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ. وَيَكُونُ بِاعْتِبَارِ مَا بَقِيَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لِتَاسِعَةٍ تَبْقَى لِسَابِعَةٍ تَبْقَى لِخَامِسَةٍ تَبْقَى لِثَالِثَةٍ تَبْقَى). فَعَلَى هَذَا إذَا كَانَ الشَّهْرُ ثَلَاثِينَ يَكُونُ ذَلِكَ لَيَالِيَ الْأَشْفَاعِ. وَتَكُونُ الِاثْنَيْنِ وَالْعِشْرِينَ تَاسِعَةً تَبْقَى وَلَيْلَةُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ سَابِعَةً تَبْقَى. وَهَكَذَا فَسَّرَهُ أَبُو سَعِيدٍ الخدري فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ. وَهَكَذَا أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الشَّهْرِ، وَإِنْ كَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ كَانَ التَّارِيخُ بِالْبَاقِي كَالتَّارِيخِ الْمَاضِي. وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ هَكَذَا فَيَنْبَغِي أَنْ يَتَحَرَّاهَا الْمُؤْمِنُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ جَمِيعِهِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَحَرَّوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ) وَتَكُونُ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ أَكْثَرَ، وَأَكْثَرُ مَا تَكُونُ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ كَمَا كَانَ أبي بْنُ كَعْبٍ يَحْلِفُ أَنَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ. [مجموع الفتاوى ج ٢٥ ص ٢٨٤-٢٨٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے: لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ (بخاری و مسلم)[1]

☆☆☆

1 - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُولُ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. [خ: فضل ليلة القدر ٢٠٢٠ - م: م: الصيام ٢١٩- (١١٦٩)] واللفظ للبخاري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۹

لیلۃ القدر میں قیام کی فضیلت

لیلۃ القدر کی فضیلت ہم جان چکے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں اِس رات میں عبادت کی کیا فضیلت ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان اور اِحتساب کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)[1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اجر کا یقین) اور احتساب (یعنی اس اجر وثواب کی طلب ورغبت) کے ساتھ عمل کرنا ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ یہ بات قرآن کریم میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ [ھود: ۱۱۴]

نیکیاں گناہوں کا کفّارہ بن جاتی ہیں۔ لیکن اس کا بھی ایک قاعدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ہی میں بیان کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. [خ: الصوم ۱۹۰۱ - م: صلاة المسافرين وقصرها۱۷۵-(۷۶۰)] عن أبي هريرة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو ہم تمہاری برائیوں کو مٹا دیں گے۔
[النساء:۳۱]

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اگر تم اُن بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو مٹا دیں گے۔[1]

لہٰذا آدمی اِس غلط فہمی میں نہ رہے کہ سال بھر گناہ پر گناہ کرتے رہو اور ایک رات خوب عبادت کر کے نامۂ اعمال سے گناہ مٹا لو۔ بلکہ انسان کو بڑے گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے تا کہ اس کی نیکیاں اس کے چھوٹے گناہوں کو مٹا دیں اور وہ آخرت میں پاک صاف اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

کبیرہ گناہوں یعنی بڑے گناہوں کی تفصیل میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ وہ گناہ ہیں جن کے بارے میں (قرآن وسنت میں) دنیا یا آخرت میں حد یعنی سزا کا ذکر ہو۔ مثلاً: زنا، چوری اور جھوٹی تہمت جن پر دنیا میں بھی شرعی سزا ہے اور وہ گناہ جن پر آخرت میں سزا کا ذکر آیا ہے جو کہ ایک خاص وعید ہے۔ اسی طرح وہ گناہ جن پر اللہ کے غصہ، اُس کی لعنت یا جہنم میں داخلہ یا جنت سے محرومی کا ذکر ہو۔ مثلاً جادو، جھوٹی قسم، جنگ چھوڑ کر بھاگنا، ماں باپ سے بدسلوکی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، شراب پینا وغیرہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سفیان بن عیینہ، احمد بن حنبل وغیرہ علماء سے اِسی طرح منقول ہے۔[2]

---

[1] - قال ابن كثير رَحِمَهُ اللهُ: أَيْ: إِذَا اجْتَنَبْتُمْ كَبَائِرَ الْآثَامِ الَّتِي نُهِيتُمْ عَنْهَا كَفَّرْنَا عَنْكُمْ صَغَائِرَ الذُّنُوبِ وَأَدْخَلْنَاكُمُ الْجَنَّةَ. [تفسير ابن كثير ت سلامة ج ٢ ص ٢٧١]

[2] - قال ابن تيميه رحمه الله: الْكَبَائِرُ هِيَ مَا فِيهَا حَدٌّ فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي الْآخِرَةِ: كَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَالْقَذْفِ الَّتِي فِيهَا حُدُودٌ فِي الدُّنْيَا. وَكَالذُّنُوبِ الَّتِي فِيهَا حُدُودٌ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْوَعِيدُ الْخَاصُّ. مِثْلُ الذَّنْبِ الَّذِي فِيهِ غَضَبُ اللَّهِ وَلَعْنَتُهُ أَوْ جَهَنَّمُ؛ وَمَنْعُ الْجَنَّةِ كَالسِّحْرِ وَالْيَمِينِ الْغَمُوسِ وَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ وَعُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةِ الزُّورِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ. هَكَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَأَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ. [مجموع الفتاوى ج ١١ ص ٦٥٨]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیلۃ القدر خیر و برکت والی رات ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اِس رات میں عبادت کا خوب اہتمام کرے اور اِس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مہینہ تمہارے سامنے ہے۔ اِس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اِس رات سے محروم رہا وہ پوری خیر سے محروم رہا اور اِس خیر سے وہی شخص محروم ہوگا جو واقعی محروم ہو۔ (ابن ماجہ) [1]

معلوم ہوا کہ اِس رات کی خیر سے محروم ہونا بہت بڑی محرومی ہے۔ کیونکہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ لہٰذا اِس رات کو ضائع کر دینا ایسا ہے جیسے ایک انسان ہزار مہینوں کو ضائع کر دے۔ دنیوی اعتبار سے ہزار مہینے تراسی (۸۳) سال سے کچھ زیادہ ہوتے ہیں۔ اِس حساب سے اِس ایک رات کا ضائع کرنا گویا ایک پوری زندگی ضائع کر دینے کی طرح ہے۔ لہٰذا جو انسان اِس ایک رات کے لیے اپنے آپ کو برائیوں سے بچا کر اللہ کی عبادت وطاعت میں نہ لگا سکے اُس سے پوری زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزارنے کی کیا اُمید کی جا سکتی ہے۔ ایسا شخص یقیناً محروم ہے۔

کسی مزدور سے کہا جائے کہ ایک رات کا کام ہے اور تنخواہ ہزار مہینوں کی ملے گی تو شاید ایک نہیں کئی لوگ اُس کام کے لیے دوڑ پڑیں گے۔ بلکہ ممکن ہے اُس کام کا موقع پانے کے لیے آپس میں مار پیٹ کی بھی نوبت آ جائے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ خود اللہ رب العالمین اس عظیم رات کی عبادت کی ترغیب دے اور بندے اس کے باوجود سستی اور غفلت میں پڑے رہیں۔ بلکہ اگر اِس رات میں جاگیں بھی تو اِسے تفریح اور فضول کاموں میں صرف

---

[1] - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ. (ه) عن سعيد. (حسن) [صحيح الجامع ٢٢٤٧] نحوه (حم ن هب) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٥٥] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیں، اِسے اللہ کی عبادت کی بجائے چائے نوشی اور دنیوی گپ شپ میں ختم کر کے اپنے دل کو جھوٹی تسلی دیں کہ ہم پوری رات جاگتے رہے۔ اِس طرح کی خوش فہمی اپنے آپ کو دھوکا دینے کے سوا اور کیا ہے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۰:

آخری عشرہ اور عبادت میں مجاہدہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جنّات اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

[الذاریات:۵۶]

اِس آیت کی رو سے انسان کا مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اُس کی دنیوی زندگی میں سکون اور اُخروی زندگی میں نجات کا مدار بھی اِسی مقصد کی تکمیل پر ہے۔ بلکہ اِس مقصد کی ادائیگی کے بغیر نہ اُسے اللہ کا قرب نصیب ہو سکتا ہے اور نہ جنت میں داخلہ۔

لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ رمضان کے اِس مہینہ میں خوب عبادات کا اہتمام کرے۔ خصوصاً رمضان کے آخری عشرہ کو خرید و فروخت اور عید کی تیاری میں ضائع کرنے کی بجائے آخرت کی تیاری میں صرف کرے۔

آیئے دیکھتے ہیں رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل کیا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، خود بھی راتوں کو (عبادت میں) جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بخاری ومسلم)[1]

بعض علماء نے کہا کہ تہبند کس لینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے دور رہتے۔[2]

خطابی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے مراد یہ ہو کہ آپ عبادت میں خوب مجاہدے کے لیے تیار ہو جاتے، جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے اِس کام کے لیے کمر کس لی۔ مراد یہی ہوتی ہے کہ میں اِس کے لیے تیار ہو گیا۔[3]

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں دونوں چیزیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ (یعنی بیویوں سے کنارہ کش ہو جانا اور عبادت کے لیے کمر کس لینا۔)[4]

امام قرطبی فرماتے ہیں: ہمارے بعض ائمہ اِس طرف گئے ہیں کہ اِس سے مراد اعتکاف ہے۔[5]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عموماً آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، اور یہ ایک معلوم چیز ہے کہ اعتکاف میں بیوی سے مباشرت حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ. [خ: صلاة التراويح ٢٠٢٤ - م: الإعتكاف ٧-(١١٧٤)]

[2] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: قَوْله (شدّ مِئْزَره) أي اعتزال النِّسَاء، وَبِذَلِكَ جَزَمَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ٢٦٩ حديث ٢٠٢٤]

[3] - وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: يُحْتَمَلُ أَنْ يُرِيدَ بِهِ الْجِدَّ فِي الْعِبَادَةِ كَمَا يُقَالُ شَدَدْتُ لِهَذَا الْأَمْرِ مِئْزَرِي أَيْ تَشَمَّرْتُ لَهُ. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ٢٦٩ حديث : ٢٠٢٤]

[4] - قال ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ: وَيُحْتَمَلُ أَنْ يُرَادَ التَّشْمِيرُ وَالِاعْتِزَالُ مَعًا. [فتح الباري لابن حجر ج ٤ ص ٢٦٩ حديث : ٢٠٢٤]

[5] - قال العيني رَحِمَهُ اللهُ: وَقَالَ الْقُرْطُبِيّ: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَئِمَّتِنَا إِلَى أَنَّهُ عِبَارَةٌ عَنِ الِاعْتِكَافِ. [عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٣٩]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تب اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔[البقرہ:۱۸۷]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام دنوں کے مقابلہ میں عبادت میں بہت زیادہ مجاہدہ کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور مہینہ میں (عبادت میں) اِتنا مجاہدہ نہیں کرتے تھے جتنا رمضان کے آخری عشرہ میں مجاہدہ کرتے تھے۔ (مسلم)[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مجاہدہ لیلۃ القدر کی طلب میں ہوتا تھا۔آپ آخری عشرہ میں راتوں کو جاگتے اور خوب عبادت کرتے، بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے تاکہ وہ بھی عبادت کریں۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نفلی اعمال کی ترغیب دلائے اور فرائض کے علاوہ دیگر نیکیوں کا بھی حکم دے اور اُن نیکیوں پر عمل کے لیے آمادہ کرے۔[2]

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جو رات میں اٹھ کر نماز ادا کرے اور اپنی بیوی کو جگائے تو بیوی بھی نماز پڑھے، اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اُس کے

---

[1] - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. [م: الإعتكاف ٨ - (١١٧٥)]

[2] - قال ابن بطال رحمه الله: وَفِي قَوْلِهِ: (أَيْقَظَ أَهْلَهُ) مِنَ الْفِقْهِ أَنَّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَحُضَّ أَهْلَهُ عَلَى عَمَلِ النَّوَافِلِ، وَيَأْمُرَهُمْ بِغَيْرِ الْفَرَائِضِ مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ، وَيَحْمِلَهُمْ عَلَيْهَا. [شرح صحيح البخاری لابن بطال ج ٤ ص ١٥٩ حديث ٩٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہرے پر پانی کے چھینٹے دے۔ اور اللہ اُس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات میں اُٹھے اور قیام اللیل کرے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے تو شوہر بھی اٹھ کر نماز پڑھے۔ اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اُس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے دے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم) [1]

پس گھروں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ آپس میں ایک دوسرے کو دینی اعمال کی ترغیب دیں اور دین پر چلنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ محض اپنی ہی آخرت کی فکر کرنا اور گھر والوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا مومن کا شعار نہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی کی شان نہیں۔

اِسی طرح رمضانُ المبارک کے آخری عشرہ میں عبادات و اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے مجاہدے کو عام دنوں کے مقابلہ میں بڑھا دینا چاہیے۔ اِس قیمتی موقع کو عید کی تیاری میں، کھانے پینے اور خریداری میں ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔

☆☆☆

---

[1] - قال النبي ﷺ: رَحِمَ الله رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِها المَاءَ رَحِمَ الله امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وأَيْقَظَتْ زَوْجَها فَصَلَّى فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ المَاءَ. (حم د ن حب ك) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٣٤٩٤] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۱:

رمضان اور گناہوں سے توبہ

رمضان المبارک کا مہینہ صبر وتقویٰ کا مہینہ ہے۔ اِس مہینہ میں نفس کے خلاف مجاہدوں کے تسلسل سے نفس بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ عبادات و اعمال صالحہ سے اللہ کا قرب اور تعلق قوی ہو جاتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اس موقع کو غنیمت جانے اور اللہ سے خوب گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اللہ کے آگے اپنے جرم کا اِقرار کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لے، اللہ کی رحمت اور مغفرت کی طلب کے ذریعہ اپنے دل کو مایوسی کے اندھیرے سے نکال کر امید کی روشنی میں لے آئے، اپنے رب سے مستقبل کی زندگی میں فرمانبرداری کا عہد کر کے اپنی ثابت قدمی کا راستہ ہموار کرے۔

توبہ نہ صرف ماضی کے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے بلکہ توبہ حال اور مستقبل کی اصلاح کی پہلی سیڑھی بھی ہے۔

توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

یقیناً اللہ تعالیٰ بار بار توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ [البقرہ: ۲۲۲]

جسم پر گندگی لگ جائے تو انسان اُسے دھو لیتا ہے۔ اِسی طرح گناہ کی بھی گندگی ہوتی ہے جو انسان کے دل اور اُس کی روح کو آلودہ کر دیتی ہے۔ یہ گندگی توبہ سے صاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔

گناہ ایک برا کام ہے لیکن گناہ ہو جانے کے بعد سب سے بہترین کام توبہ ہے۔
اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: آدم کی اولاد میں ہر ایک خطا کار ہے، اور اِن خطا کاروں میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو توبہ کرلیں۔(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)[1]

ایک شخص گناہ ہو جانے کے بعد اپنی غلطی پر شرمندہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے معاف کر دیتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: گناہ سے توبہ در اصل ندامت اور استغفار ہے۔[2] یعنی اپنے گناہ پر شرمندہ ہونا اور اللہ سے مغفرت طلب کرنا توبہ کی اصل روح ہے۔ اِس کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہوتی۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بندہ کے گناہ چاہے کتنے ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے اور اللہ کی طرف پلٹ آئے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ وہ بادشاہ ہے، مالک ہے، جسے چاہے معاف کر دے، کوئی اُس سے پوچھنے والا نہیں کہ فلاں کو کیسے معاف کر دیا۔ لٰہذا بندہ چاہے کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو اُسے اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

---

[1] - قال النبي ﷺ: كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ. (حم ت هـ ك) عن أنس. [صحيح الجامع ٤٥١٥] (حسن)

[2] - قال النبي ﷺ: فَإِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ النَّدَمُ وَالإِسْتِغْفَارُ. (هب) عن عائشة. [صحيح الجامع ١٤٣٣] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے کہ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) اے میرے بندو، جنھوں نے اپنے ہی خلاف حدیں پار کردیں، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ تو وہ ہے جو سارے گناہوں کو معاف کردیتا ہے، وہ بڑا مغفرت کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔[الزمر: ۵۳]

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اگر تمہارے گناہ (اتنے زیادہ ہوں کہ) آسمان کی بلندی کو چھو رہے ہوں، پھر تم اللہ سے توبہ کرو تو اللہ تمہاری توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)[1]

آدمی کو چاہیے کہ جب کبھی اُس سے گناہ ہوجائے فوراً اللہ سے توبہ کرکے اپنا گناہ معاف کرالے۔ وہ اپنے گناہ کی سنگینی کو دیکھ کر مایوس نہ ہو بلکہ اللہ کی رحمت اور مغفرت کو دیکھے اور اُس کی طرف پلٹ آئے۔

توبہ گناہ کو مٹادیتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہے جس پر کوئی گناہ نہ ہو۔ (طبرانی)[2]

توبہ کی بعض شرائط ہیں جن کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

(۱) توبہ میں اخلاص ہو، محض دکھاوے کے لیے توبہ واستغفار نہ ہو۔ (۲) توبہ کرنے والا شخص گناہ ترک کردے؛ یہ نہ ہو کہ گناہ میں ملوث ہو اور توبہ بھی کررہا ہو، جیسے بہت سے غیبت کرنے والے کرتے ہیں۔ (۳) اپنے گناہ پر نادم ہو۔ (۴) موت یا

---

[1] - قال النبي ﷺ: لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ اللهُ عَلَيْكُمْ. (ه) عَنْ أبي هريرة. [صحيح الجامع ٥٢٣٥] (حسن)

[2] - قال النبي ﷺ: التَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ كَمَنْ لاَ ذَنبَ لَهُ. (طب حل) عن أبي سعيد الأنصاري. [صحيح الجامع ٦٨٠٣] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب کے فرشتے دیکھ لینے سے پہلے اور اسی طرح قیامت سے قبل سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرے۔ یعنی توبہ کی مہلت ختم ہونے سے قبل توبہ کرلے۔ (۵) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔ (۶) اگر گناہ کسی پر ظلم یا اس کا حق ضائع کرنے کے اعتبار سے ہو تو حقدار کو اس کا حق ادا کردے یا اس سے معافی مانگ لے یا اسے سزا کا اختیار دے۔

انسان نیکیاں کرتا ہے لیکن بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اس کی نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ ڈھیر ساری نیکیاں جمع کرنے کے باوجود بعض گناہوں کے سبب قیامت کے دن جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ لہذا توبہ واستغفار کا خاص اہتمام کرتے رہنا چاہیے اور نجات کے معاملہ میں محض اپنی نیکیوں پر تکیہ کرنے سے بچنا چاہیے۔ رمضان کے مہینے میں بندہ اپنے نامۂ اعمال کو جہاں نیکیوں سے مزین کرنے کی فکر کرے وہیں توبہ واستغفار کے ذریعہ اپنے دل کو گناہوں کے دھبوں سے پاک کرنے کی بھی جستجو کرے۔ یہ نہ صرف عبودیت کا لازمی تقاضا ہے بلکہ سمجھداری واحتیاط کا بھی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۲:

اللہ کے ذکر کی فضیلت

اللہ کا ذکر صالحین کے قلوب کی غذا ہے، بلکہ ذکر ہی سے قلوب کی حیات ہے۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آدمی کا دل اللہ کے ذکر کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح مچھلی پانی کی محتاج ہوتی ہے۔ دیکھ لو، مچھلی کو پانی سے الگ کر دیا جائے تو اُس کا کیا حال ہوتا ہے۔[1]

مچھلی پانی کی بغیر جی نہیں سکتی۔ اگر مچھلی کو پانی سے الگ کر کے زمین پر ڈال دیا جائے تو وہ تڑپنے لگتی ہے اور کچھ وقت کے بعد مر جاتی ہے۔ پس یہی حال اُس دل کا ہوتا ہے جو اللہ کی یاد سے منقطع ہو جائے۔ ایسا دل ایک نامعلوم سی بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی ساری زیب و زینت، اُس کی ساری تفریحات اُس کے احساسِ محرومی کو ختم نہیں کر پاتیں۔ بلکہ اللہ کی یاد سے دوری اُس کے دل میں احساسِ جرم اور ندامت کی ایک ایسی کیفیت پیدا کر دیتی ہے کہ خوشیوں کے ڈھیر پر کھڑا ہو کر بھی وہ واقعی خوش نہیں ہو پاتا۔

اِس کے برعکس اہلِ ایمان کا سکون و چین دنیوی آسائش اور مال وجاہ میں نہیں ہوتا بلکہ اُن کا سکون اپنے مالک کی یاد میں ہوتا ہے۔ اُن کے دلوں کی راحت واطمینان اللہ سے اپنا تعلق جوڑنے، عبادات میں اُس کے آگے اپنی بندگی کے عہد کی تجدید کرنے، اُس کے کلام کو پڑھنے، اپنی دعاؤں میں اُس کے سامنے اپنے دل کا حال بیان کرنے اور اُس کے قرب کی لذت محسوس کرنے میں ہوتا ہے۔

---

[1] - قال ابن تيمية رَحِمَهُ اللهُ: الذِّكْرُ لِلْقَلْبِ مِثْلُ الْمَاءِ لِلسَّمَكِ. فَكَيْفَ يَكُونُ حَالَ السَّمَكِ إِذَا فَارَقَ الْمَاءَ؟ [الوابل الصيب ٦٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

وہ لوگ جو ایمان لائے، اور جن کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ [الرعد:۲۸]

جنہوں نے اللہ ہی کو اپنا رب تسلیم کیا، اُن کا ایمان مشکل سے مشکل حالات میں بھی اُن کے لیے صبر وثبات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی مصیبت بھی اُن کے لیے اُس وقت ہلکی ہوجاتی ہے جب وہ اللہ کی قدرت، اُس کی رحمت اور اُس کی نصرت پر نگاہ ڈال کر اپنے یقین کی تجدید کر لیتے ہیں۔ اہلِ ایمان کے لیے اللہ کی یاد مسائل و مصائب میں سکون و اطمینان کا ذریعہ ہوتی ہے۔

بلکہ اللہ کا ذکر قلوب کے لیے نہ صرف سکون وثبات کا ذریعہ ہے بلکہ قلوب کی حیات بھی اِسی پر موقوف ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے، اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)[1]

اس حدیث کی تشریح میں شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اِس ذکر کے ذریعہ اُس کے قلب کو زندگی عطا فرماتا ہے اور اُس کا سینہ کھول کر اُس کی تنگی دور کر دیتا ہے۔ لہٰذا اُس کی مثال ایک زندہ شخص کی طرح ہے۔ اِس

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ. [خ: الدعوات ٦٤٠٧]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس جو شخص اللہ کو یاد نہیں کرتا اُس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہوتا اور نہ ہی اُسے اسلام پر شرح صدر نصیب ہوتا ہے۔ پس وہ ایک (بے حس) مردہ کی طرح ہوتا ہے۔ آدمی کو اِس مثال سے عبرت لینا چاہیے اور یہ بات جان لینی چاہیے کہ وہ جس قدر اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا جاتا ہے، اُسی قدر اُس کے دل کی سختی بھی بڑھتی چلی جاتی ہے اور کبھی نوبت یہاں تک آجاتی ہے کہ دل مرجاتا ہے۔[1]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِس میں کوئی شک نہیں کہ غافلین کے جسم اُن کے دلوں کے لیے قبروں (کی طرح) ہیں اور اُن کے دل اِن جسموں میں بے جان مُردوں کی طرح پڑے ہیں۔[2]

لٰہذا رمضان المبارک میں ضروری ہے کہ دوسرے اعمال کے ساتھ ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر کا بھی اہتمام کریں اور اُس کی حمد وثنا، تسبیح وتکبیر کو اپنے قلوب کی حیات کا ذریعہ بنائیں۔ بلکہ ہم اللہ کے ذکر کے اس قدر عادی ہوجائیں کہ موت کے وقت بھی بلا مشقت زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہوجائے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال میں سب سے محبوب ترین عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تجھے اِس حال میں موت آئے کہ اللہ کے ذکر سے تیری زبان تر وتازہ ہو۔ (ابن حبان، طبرانی،

---

[1] - قال الشيخ العثيمين رَحِمَهُ اللهُ: وَذَلِكَ لِأَنَّ الَّذِي يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى قَدْ أَحْيَا اللهَ قَلْبَهُ بِذِكْرِهِ وَشَرَحَ لَهُ صَدْرَهُ فَكَانَ كَالْحَيِّ وَأَمَّا الَّذِيْ لَا يَذْكُرُ اللهَ فَإِنَّهُ لَا يَطْمَئِنُّ قَلْبُهُ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ وَلَا يَنْشَرِحُ صَدْرُهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَثَلِ الْمَيِّتِ وَهَذَا مَثَلٌ يَنْبَغِي لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَعْتَبِرَ بِهِ وَأَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ يَقْسُو قَلْبُهُ وَرُبَّمَا يَمُوتُ قَلْبُهُ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ [شرح رياض الصالحين ج ٥ ص ٥١٧ حديث : ١٤٣٤]

[2] - قال ابن القيم رَحِمَهُ اللهُ: وَلَا رَيْبَ أَنَّ أَبْدَانَ الْغَافِلِينَ قُبُورٌ لِقُلُوبِهِمْ وَقُلُوبُهُمْ فِيهَا كَالْأَمْوَاتِ فِي الْقُبُورِ، كَمَا قِيلَ: فَنِسْيَانُ ذِكْرِ اللهِ مَوْتُ قُلُوبِهِمْ... وَأَجْسَامُهُمْ قَبْلَ الْقُبُورِ قُبُورُ [مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين ج ٢ ص ٤٠٢]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعب الایمان)[1]

اللہ تعالیٰ کا ذکر اللہ کے عذاب سے نجات کا یقینی ذریعہ ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص نے اللہ کے ذکر سے بہتر کوئی عمل نہیں کیا جو اس کے لیے اللہ کے عذاب سے نجات دلانے کا سبب ہو۔ (مسند احمد، طبرانی اوسط، طبرانی صغیر)[2]

اِس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کو اِدھر اُدھر کی فضول باتوں میں ضائع کرنے کی بجائے اللہ کے ذکر میں صرف کرنا چاہیے۔ اپنی زبان کو مخلوق کے تذکروں میں تھکانے کی بجائے صبح وشام اور عام اوقات میں بھی اللہ کی تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کا اہتمام کرنا چاہیے اور موت سے پہلے آخرت کے لیے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لینا چاہیے۔

☆☆☆

---

[1] - عَنْ مُعَاذِ بن جَبَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى؟ قَالَ: أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. (حب ابن السني في عمل اليوم والليلة طب هب) عن معاذ [صحيح الجامع ١٦٥] (حسن)

[2] - قال النبي ﷺ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. (حم) عن معاذ. [صحيح الجامع ٥٦٤٤] (صحيح) (طس طص) عن جابر [صحيح الترغيب ١٤٩٧] (حسن لغيره)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۳:

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کا مہینہ ہے۔ اِس مہینہ میں اجر وثواب کے اتنے مواقع ہیں کہ واقعی عمل کرنے والے لیے وقت کا دامن تنگ ہو جاتا ہے۔

جو اعمال رمضان کے مہینے میں خصوصی فضیلت کے حامل ہیں اُن میں ایک عمل عمرہ بھی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری صحابیہ اُمِ سِنان سے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آئے تو اُس میں عمرہ کر لینا، کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم)[۱]

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم)[۲]

عمرہ عام دنوں میں بھی بہت بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ لیکن رمضان میں اس کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے برابر ہو جاتا ہے۔

عمرہ گناہ اور فقر کو مٹاتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حج وعمرہ میں متابعت کرو، اس لیے کہ یہ دونوں گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ (نسائی)[۳]

---

۱ - قَالَ النبي ﷺ لأُمِّ سنان: فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ. [خ: الحج ۱۷۸۲ - م: الحج ۲۲۱-(۱۲۵٦)] عن ابن عباس

۲ - وفي رواية: فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي. [خ: الحج ۱۸٦۳ - م: الحج ۲۲۲-(۱۲۵٦)] عن ابن عباس

۳ - قال النبي ﷺ: تابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ والعُمْرَةِ، فإنَّهما يَنفِيانِ الذُّنُوبَ كما يَنفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ. (ن) عن ابن عباس. [صحيح الجامع ۲۹۰۰] (صحيح).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کرتے رہو، کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی)[1]

گناہ آخرت میں ذلت کا سبب ہے اور فقر دنیا میں۔ حج وعمرہ ایک کے بعد ایک کرتے رہنا آدمی کو گناہ اور فقر دونوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ حج وعمرہ دنیا میں غنیٰ اور آخرت میں مغفرت کا ذریعہ ہے۔ یہ دونوں عمل انسان کے دینی ودنیوی مسائل کا حل ہیں۔ لہٰذا رمضان کے مہینے میں خاص طور سے مالداروں کو چاہیے کہ ممکن ہو تو ضرور عمرہ کریں۔ ہاں، یہ حضرات اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ ان کا یہ عمرہ فخر اور دکھاوے کے لیے نہ ہو ورنہ مال کے ساتھ ساتھ اجر بھی ضائع ہو جائے گا۔

حدیث میں حج وعمرہ میں متابعت کا ذکر ہے۔ علامہ سِندی فرماتے ہیں کہ اِس سے مراد حج کے بعد عمرہ اور عمرہ کے بعد حج کا سلسلہ جاری رکھنا ہے۔[2] متعدد علماء نے یہی بات کہی ہے۔

عمرہ ایک عظیم الشان عمل ہے۔ اللہ کے مبارک گھر کی حاضری اور تمام مراسم کی ادائیگی ایک ایسا عمل ہے جو انسان کے دل کو ان ایمانی کیفیات سے آشنا کراتا ہے جو کہیں اور میسر نہیں ہو سکتیں۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ کا غازی، حج کرنے والا اور

---

1 - قال النبي ﷺ: تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. (حم ت ن) عن ابن مسعود. [صحيح الجامع ٢٩٠١] (صحيح).

2 - قال السِّندِي رَحِمَهُ اللهُ: (تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ) أَيْ اجْعَلُوا أَحَدَهُمَا تَابِعًا لِلْآخَرِ وَاقِعًا عَلَى عَقِبِهِ، أَيْ إِذَا حَجَجْتُم فَاعْتَمِرُوا وَإِذَا اعْتَمَرْتُم فَحُجُّوا فَإِنَّهُمَا مُتَابَعَانِ. [حاشية السندي على سنن النسائي ج ٥ ص ١١٥)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمرہ کرنے والا یہ تینوں اللہ کے وفد ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے دعوت دی تو اُنھوں نے اُس کی دعوت قبول کی اور جب اُنھوں نے اُس سے مانگا تو اُس نے بھی اُنھیں عطا کیا۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)[1]

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اللہ کے گھر کا سات مرتبہ طواف کیا اور اُسے ٹھیک سے شمار کیا (اور کمی زیادتی نہ کی) اُس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اور وہ جو بھی قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اُس کے بدلے اُس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اُس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ (ترمذی، نسائی، حاکم)[2]

ان تمام احادیث سے عمرہ اور طواف کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اِس سلسلہ میں اور بھی فضائل احادیث میں موجود ہیں۔ لہٰذا اہل ثروت حضرات اِس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ رہیں، اور ممکن ہو تو رمضان المبارک میں اللہ کے گھر کی حاضری اور عمرہ سے ضرور متشرف ہوں۔ معلوم نہیں آج صحت ہے کل بیماری آجائے، آج زندہ ہیں، کل موت آجائے۔ بعض اوقات بلا عذر کسی چیز کو ٹالتے رہنا ہمیشہ کی محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔

☆☆☆

[1] - قال النبي ﷺ: الْغَازِي فِي سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ وَالحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ الله دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ وَسَأَلُوهُ فأَعْطَاهُمْ. (هـ حب) عن ابن عمر. [صحيح الجامع ٤١٧١] (صحيح).

[2] - قال النبي ﷺ: مَنْ طَافَ بِهذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعاً فَأَحْصَاهُ كانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ لاَ يَضَعُ قَدَماً وَلاَ يَرْفَعُ أُخْرَى إِلاَّ حَطَّ الله عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً. (ت ن ك) عن ابن عمر. [صحيح الجامع ٦٣٨٠] (صحيح).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۴:

رمضان اور سخاوت

رمضان المبارک جہاں عبادت کا مہینہ ہے وہیں وہ سخاوت کا بھی مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک مسلمان کو روزہ اور نماز جیسی بدنی عبادات کے اہتمام کے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات جیسی مالی عبادات کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ بندہ نماز میں اپنے آپ کو اللہ کے آگے جھکا کر اپنے تکبر اور گھمنڈ کا علاج کرے، روزے کے ذریعہ اپنی لذت پسندی کی اصلاح کرے اور غرباء وفقراء پر اپنے مال کو خرچ کر کے اپنے دل سے مال کی محبت اور دنیا پرستی کو نکالنے کی کوشش کرے۔ صدقات وخیرات میں نہ صرف اپنے نفس کی اصلاح ہے بلکہ محتاجوں کی مدد بھی ہے۔

رمضان المبارک میں اپنا مال غرباء وفقراء پر سخاوت کے ساتھ خرچ کرنا خود نبی کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ عام دنوں میں بھی ایک نہایت سخی انسان تھے۔ لیکن رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت عام دنوں کے مقابلے میں اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت اُس وقت مزید بڑھ جاتی جب آپ رمضان میں جبریل سے ملاقات کرتے، اور جبریل رمضان میں ہر رات آپ سے ملتے یہاں تک کہ مہینہ ختم ہو جاتا۔ (رمضان کی ان راتوں میں) اللہ کے نبی ﷺ جبریل کو قرآن سنایا کرتے۔ پس جب آپ جبریل علیہ السلام سے ملتے تو آپ کی سخاوت تیز ہوا سے بھی زیادہ شدید ہو جاتی۔ (بخاری ومسلم)[1]

---

[1] - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. [خ: الصوم ۱۹۰۲ - م: الفضائل ۵۰- (۲۳۰۸)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم اللہ کی عظمت کا تعارف ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر ایک انسان اپنے رب کی قدرت اور اس کی عطا کی صحیح معرفت حاصل کرتا ہے۔ یہ کتاب انسان کو دنیا کے فانی اور آخرت کے باقی ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ یہ کتاب انسان کو اِس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اللہ سے پانے کے لیے اپنے پاس موجود مال ومتاع کو دوسروں پر لٹائے۔ اللہ سے ملنے کا یقین بندے کے دل میں اللہ پر توکل اور مخلوق سے استغناء پیدا کر دیتا ہے اور آخرت کا استحضار دنیا کی حقارت اور بندوں پر سخاوت کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

رمضان میں جبریل کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت ومدارست سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں دنیا اور اہل دنیا سے استغناء کی کیفیت پیدا ہو جاتی، اور اِسی استغناء کا نتیجہ تھا کہ آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ لوگوں پر خرچ کرنے لگ جاتے۔ آپ کی سخاوت میں تیز ہوا کی طرح سرعت اور عمومیت پیدا ہو جاتی۔[1]

علامہ عینی فرماتے ہیں: **الرِّيحُ المُرسَلَةُ** سے مراد لوگوں کے نفع کے لیے بھیجی ہوئی ہوا ہے۔[2]

دراصل یہ قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن

---

[1] - قال النووي رَحِمَهُ اللهُ: (وَالرِّيحُ الْمُرْسَلَةُ) بِفَتْحِ السِّينِ وَالْمُرَادُ كَالرِّيحِ فِي إِسْرَاعِهَا وَعُمُومِهَا. [شرح النووي على مسلم(١٥/ ٦٩)]

[2] - قال العيني رَحِمَهُ اللهُ: قَوْلُهُ (الرِّيحُ الْمُرْسَلَةُ) بِفَتْحِ السِّينِ أَيْ الْمَبْعُوثَةُ لِنَفْعِ النَّاسِ. [عمدة القاري شرح صحيح البخاري (١/ ٧٥)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ الثَّمَرَاتِ

وہ اللہ ہی ہے جو اپنی رحمت سے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل کو اُٹھاتی ہیں تو ہم اُنھیں ایک مردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر اُس بادل سے پانی برساتے ہیں، پھر اُس پانی سے ہر طرح کے پھل اُگاتے ہیں۔ [الاعراف:۵۷]

بارش سے قبل ہواؤں کی تیزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے فیضان کی خوشخبری ہوتی ہے۔ یہ ہوائیں عمومیت کے ساتھ ہر ایک کو چھو کر گزر جاتی ہیں اور ان کے لائے ہوئے بادلوں سے برسنے والا پانی سب کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث میں نبی ﷺ کی سخاوت کو اِسی ہوا سے تشبیہ دی گئی۔

نبی ﷺ کی اقتداء میں ایک مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اپنی سخاوت کے دروازے کھول دے۔ وہ اپنے مال سے غرباء وفقراء، عزیز واقارب، اپنے اور پرائے سبھی کو نفع پہنچائے۔ اِس برکتوں والے مہینے میں وہ خیر کے راستوں میں خوب خرچ کرے۔ اگر وہ اللہ سے پانا چاہتا ہے تو خود بھی دوسروں پر خرچ کرے۔ اپنے پاس جو کچھ موجود ہے اس میں سے دوسروں پر خرچ کرنا اللہ سے پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ (مسلم)[1]

لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات کی رعایت کرتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کی حاجت وضرورت کا بھی خیال رکھے۔

---

[1] - قال النبي ﷺ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ. [م: الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ ٦٩- (٢٥٨٨)] عن أبي هريرة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے فقر و تنگدستی کو عِفّت اور غیرت کی چادر میں چھپائے رہتے ہیں۔ کتنے ہی اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی خوش مزاجی لوگوں کو اِس بھرم میں مبتلا کر دیتی ہے کہ وہ خوشحال ہیں۔ کتنے لوگ ایسے خوددار ہوتے ہیں کہ اپنے حالات کی شکایت خلق کی بجائے خالق کے آگے کرنا اپنی ایمانی غیرت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محتاجوں کو مانگنے سے پہلے عطا کریں۔ جو اُن کی عزت نفس کا لحاظ کرتے ہوئے خود ہی اُن کے رمضان اور اُن کی عید کو خوشیوں سے بھر دیں۔ کتنے سعادت مند ہیں وہ لوگ ہیں جو اپنے نبی کی اقتداء میں اپنے مسلمان بھائی کے لیے تیز تند ہوا کی طرح سخی ہو جائیں۔ جن کی بروقت سخاوت کے سبب ایک غریب گھر غم اور مایوسی کے اندھیرے سے نکل کر شکر اور خوشی سے جگمگا اٹھے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب: ۲۵

رمضان اور نزول قرآن

رمضان المبارک کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے لیے اِسی مبارک مہینہ کا انتخاب کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں فرق کرنے کی نشانیاں ہیں۔ [البقرہ:۱۸۵]

قرآنِ کریم ساری انسانیت کے لیے رہنمائی ہے۔ یہ کتاب عرب و عجم، سب کے لیے اللہ کی طرف سے عطا کی گئی ہدایت اور نصیحت ہے۔ اِس کتاب میں انسان کی پیدائش کا مقصد، اُس کی منزل، اُس منزل تک پہنچانے والا راستہ، اُس راستے پر انسان کو گمراہ کرنے کے لیے بیٹھے شیطان، انسان کی کمزوریاں اور اُن کا علاج اور اس جیسے کئی امور سے متعلق معلومات موجود ہے۔ یہ کتاب انسان کو فرضی فلسفیانہ بحثوں میں الجھا کر حیران کرنے کی بجائے اُسے صاف صریح الفاظ میں زندگی کے حقیقی مسائل سے آشنا کراتی ہے اور اُن مسائل کے واقعی حل کی طرف رہنمائی بھی کرتی ہے۔ یہ کتاب اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص کے لیے بھی ہے اور ایک ان پڑھ دیہاتی کے لیے بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان اپنی تمام تر ذہانت کے باوجود اللہ کی رہنمائی کے بغیر نہ اپنی منزل پا سکتا ہے اور نہ اُس تک لے جانے والا راستہ۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد یونہی چھوڑ نہیں دیا بلکہ اُسے زندگی کا مقصد بھی دیا اور اس مقصد کے لیے جینے کا طریقہ بھی سکھایا۔ اُس کی مادی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ اُس کی روحانی تسکین کا بھی انتظام کیا۔ اگر اللہ انسان کو ہدایت نہ دیتا تو انسان کی تلاش اور جستجو جہالت اور لاعلمی کے صحراء میں بھٹکتے بھٹکتے یونہی دم توڑ دیتی۔

قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب ساری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ یہ کتاب کسی خاص قوم یا علاقے کے لیے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لیے اللہ کا عطا کیا ہوا تحفہ ہے۔

یہ کتاب خود ہی اپنے ہدایت ہونے کی دلیل بھی ہے۔ اِس کتاب کا پڑھنے والا اِس کی حقانیت کے ثبوت کے لیے کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں، اِس کتاب کے مطالعہ ہی سے انسان پر یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ اُس ذات کا کلام ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ جو انسان کا بھی خالق ہے اور اس کے جذبات اور اس کی حاجات کو اس سے زیادہ جانتا ہے۔

پھر یہ کتاب فرقان بھی ہے جو حق اور باطل میں فرق کر دیتی ہے۔ گمراہی کی طرف لے جانے والے راستوں کی کثرت ایک مسافر کو تشویش اور الجھن میں ڈال دیتی ہے۔ کبھی وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کون سا راستہ ہدایت والا ہے اور کون سا راستہ گمراہی کا۔ ایسے وقت میں یہ کتاب اُس کے لیے حق اور باطل میں انتخاب کو آسان کر دیتی ہے۔

یہ ایک مبارک کتاب ہے جس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ صدیوں پر صدیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزر جانے کے بعد بھی، انسانی ترقیات کے آسمان کو چھو جانے کے باوجود، انسانی فکر اور طرزِ حیات میں سارے ارتقاء کے باوجود آج بھی یہ کتاب اپنی حقانیت کو منوانے اور انسان کے مسائل کو حل کرنے کے اعتبار سے کامیاب ترین کتاب ہے۔ اِس کی رہنمائی کسی خاص دور یا بعض مخصوص مسائل تک محدود نہیں۔ بلکہ اِس کتاب میں ایسی برکت ہے کہ اِس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ انسان اگر اِس کتاب میں غور کرے تو وہ ہر دور میں اپنی زندگی کے چھوٹے بڑے تمام مسائل کے لیے رہنمائی پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ

اور (اے نبی) یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، تاکہ اس کی آیتوں میں غور کیا جائے اور عقل والے اس سے نصیحت لیں۔ [سورہ ص:۲۹]

خلاصۂ کلام یہ کہ رمضان المبارک کی برکتوں میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی بابرکت کتاب نازل کی اور اسے قیامت تک کے لیے ساری انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنا دیا۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲٦:

بیمار اور مسافر کے لیے سہولت

اسلام ایک عالمی دین ہے جس میں ہر انسان کی استعداد اور اس کے حالات کی رعایت موجود ہے۔ اسلام کا پیغام کسی خاص قوم، کسی مخصوص علاقے یا کسی محدود زمانے کے لیے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لیے ہے۔ یہ اُس اللہ کا عطا کیا ہوا دین ہے جو سارے عالمین کا رب ہے۔ اِسلام کے احکام عالمی ہیں اور ابدی بھی۔ یہ دین قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہے۔

یہ ایک ایسا دین ہے جس میں مرد و عورت، چھوٹے بڑے، امیر و غریب، صحت مند اور بیمار سبھی کی رعایت موجود ہے۔ اختلافِ احوال کے اعتبار سے ہر حال کے لیے ایک متعین حکم موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کا احسان ہے کہ اُس نے اپنے بندوں کے لیے ایک ایسی شریعت دی جس میں اُن کی کمزوریوں اور مجبوریوں کا کمال درجہ میں لحاظ کیا گیا ہے۔

یہی معاملہ روزہ کا بھی ہے۔ روزہ اگرچہ ہر بالغ مرد و عورت پر فرض ہے لیکن مختلف مجبوریوں کے تحت روزہ داروں کے لیے روزہ مؤخر کرنے یا اُس کے بدلے فدیہ دینے کی رخصت بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

لٰہذا تم میں سے جو شخص (رمضان کا) مہینہ پائے وہ ضرور اِس کے روزے رکھے۔ لیکن جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ اپنے (چھوٹے ہوئے) روزوں کی گنتی دوسرے دِنوں میں پوری کر لے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، وہ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔ اور تا کہ تم (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر لو اور (مہینہ کے ختم پر) اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر اُس کی بڑائی بیان کرو اور اُس کا شکر کرو۔ [البقرہ:۱۸۵]

بیماری اور سفر میں روزہ رکھنا انسان کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔ سفر کی مشقت روزہ دار کے لیے بھوک پیاس کی تکلیف کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔ اِسی طرح ایک بیمار کے لیے دوائی اور مناسب غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے میں اُس کا بھوکا پیاسا رہنا اُس کے لیے حرج پیدا کر دیتا ہے۔ لٰہذا اللہ رب العالمین کی طرف سے بیمار اور مسافر کے لیے یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کریں۔ مریض شفاء پانے کے بعد اور مسافر سفر سے لوٹ کر۔

پھر اگر مریض ایسا ہو کہ طبی اعتبار سے اُس کے لیے بظاہر شفاء کی امید باقی نہ رہی ہو تو ایسے مریض کے لیے مزید آسانی یہ ہے کہ وہ اپنے روزوں کے بدلے فدیہ دے کر اللہ کے ہاں بری الذمہ ہوسکتا ہے۔

اِسی طرح بعض عمر دراز حضرات جو بڑھاپے اور کمزوری کی آخری حد کو پہنچ چکے ہوں اور روزہ رکھنے میں بہت مشقت محسوس کرتے ہوں۔ اُن کے لیے بھی یہ رخصت ہے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ ادا کر دیں۔ اُن پر روزوں کی قضا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روایت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔[1]

سفر کے روزوں سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِن کی گنتی دوسرے دنوں میں پوری کی جائے۔ لیکن اِس حکم کا یہ مطلب نہیں کہ سفر میں روزہ رکھنا منع ہے۔ بلکہ اگر کسی کو سفر میں روزہ رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو وہ سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اپنے اندر حالتِ سفر میں بھی روزہ رکھنے کی قوت پاتا ہوں۔ تو (اگر میں سفر میں روزہ رکھ لُوں تو) کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے (بندوں کے لیے) رخصت (یعنی آسانی) ہے۔ جو اِسے قبول کرلے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور جو روزہ رکھنا ہی چاہے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری و مسلم)[2]

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دونوں میں سے) جو بھی تمہارے لیے آسان ہو کرو۔ [أخرجہ تمام فی (الفوائد)][3]

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اعتبار تیسیر یعنی آسانی کا ہے۔ آدمی کے لیے افضل وہی ہے جو اُس کے لیے آسان ہو۔ اگر سفر میں روزہ رکھنے میں کوئی مشقت نہیں،

---

[1] - عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ} {يُطِيقُونَهُ}: يُكَلَّفُونَهُ، {فِدْيَةٌ}: طَعَامُ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ {فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا} طَعَامُ مِسْكِينٍ آخَرَ، لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ {فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ} {وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ} لَا يُرَخَّصُ فِي هَذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوْ مَرِيضٍ لَا يُشْفَى. (ن) [ن بتحقيق الألباني ٢٣١٧] (صحيح)

[2] - عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ، فَمَنْ أَخَذَ بِهَا، فَحَسَنٌ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ. [م: الصيام ١٠٧- (١١٢١)] عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ وعندهما عن عائشة قال النبي ﷺ: إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ. [خ: الصوم ١٩٤٣- م: الصيام ١٠٣- (١١٢١)] عن عائشة

[3] - وفي رواية قال النبي ﷺ: أَيُّ ذَلِكَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ فَافْعَلْ. (تمام في فوائده) عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ [الصحيحة ٢٨٨٤] (صحيح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً جبکہ رمضان کے بعد قضاء کرنا مشکل ہو،تو افضل یہ ہے کہ وہ روزہ رکھ لے، اور اگر سفر میں روزہ رکھنے میں پریشانی زیادہ ہوتو افضل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی آسانی کو قبول کر لے اور روزہ ترک کر دے۔

اللہ کی طرف سے بندوں کے لیے شرعی احکام میں آسانی اور سہولت اللہ کی حکمت اور اس کی رحمت کا نتیجہ ہے۔ یہ رخصت اِس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شرعی احکام میں بندوں کے لیے تنگی کی بجائے آسانی کا پہلو غالب ہے۔ پھر بندوں کی استطاعت بھی چونکہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے لہٰذا ان احکام کے معاملہ میں ہر بندہ اپنی استعداد ہی کے مطابق مکلف ہے۔ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں۔ کسی سے اُس کی استعداد سے زیادہ مطالبہ نہیں۔ جو چیز بندے کے بس میں نہیں تھی، قیامت کے دن اُس کے بارے میں اس سے مواخذہ بھی نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہے اور عقل اور عدل کا تقاضا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ایسی چیز کا مکلف نہیں کرتا جو اس کی استطاعت میں نہ ہو۔[البقرۃ:۲۸۶]

پس ایک مومن کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی سہولت اور آسانیوں پر اُس کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اُس کے لیے ممکن ہو اُس میں کوتاہی نہ کرے۔ اِسی میں اُس کی نجات ہے اور اسی میں اس کی کامیابی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲:

صدقۃ الفطر کی فضیلت و مقصد

رمضان کا مہینہ نہ صرف نماز روزہ جیسے بدنی اعمال وعبادات کا مہینہ ہے بلکہ دوسروں پر خرچ کرنے اور اُن کا فقر وفاقہ دور کر کے اجر وثواب حاصل کرنے کا بھی مہینہ ہے۔

مالی عبادات میں ایک عبادت صدقۂ فطر بھی ہے۔ اِسے زکاۃ الفطر یا فطرہ بھی کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر شخص پر زکاۃ الفطر کو فرض قرار دیا، چاہے وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ یہ صدقہ ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جَو ہوا کرتا تھا۔ (بخاری مسلم)[1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقۂ فطر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ہر شخص جو اِس کے ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اِسے ضرور ادا کرے۔

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (اپنے گھر کے تمام) چھوٹے بڑوں کی طرف سے فطرہ ادا کر دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ میرے بچوں کی طرف سے بھی۔ (بخاری)[2]

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر کے ذمہ دار شخص کو گھر کے تمام افراد کی طرف سے فطرہ ادا کرنا چاہیے۔

---

[1] - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ أَوْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ. [خ: الزكاة ١٥٠٤ - م: الزكاة ١٦- (٩٨٤)]

[2] - عَنْ نَافِعٍ قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ حَتَّى إِنْ كَانَ لِيُعْطِي عَنْ بَنِيَّ. [خ: الزكاة ١٥١١]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فرمان سے صدقۃ الفطر کا مقصد بھی واضح ہوتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زکوٰۃ الفطر روزہ دار کو لغو (یعنی بے فائدہ چیزوں) اور بے حیائی (کے کاموں) سے پاک کرنے اور مسکینوں کی بھوک مٹانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جس نے اُسے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کیا تو وہ مقبول صدقہ ہے اور جس نے اُسے نماز کے بعد ادا کیا تو ایک عام صدقہ ہے۔ (دار قطنی، بیہقی)[1]

صدقۂ فطر میں ایک طرف روزہ میں ہونے والی کوتاہیوں کی بھرپائی ہے تو دوسری طرف غرباء وفقراء کی حاجت روائی بھی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکاۃ الفطر کے دو مقصد ہیں۔

۱۔ روزہ میں ہونے والی کوتاہیوں کا کفارہ۔

۲۔ غرباء وفقراء کے کھانے کا انتظام۔

جس سے یہ بات بھی خودبخود واضح ہو جاتی ہے کہ زکاۃ الفطر کے واقعی حقدار وہ لوگ ہیں جو اپنے کھانے کے معاملہ میں بھی محتاج ہو جائیں۔

اسلام میں فقراء ومساکین کا خیال رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

---

[1] - قال النبي ﷺ: زَكَاةُ الْفِطْرِ طُهْرَةٌ لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةٌ لِلْمَسَاكِينِ مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (قط هق) عن ابن عباس. [صحيح الجامع ٣٥٧٠] (صحيح).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم فقراء کو یہ صدقات چھپا کر دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اور (ان صدقات کے سبب) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بھی مٹا دے گا؛ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ [البقرۃ:۲۷۱]

دوسری جگہ فرمایا:

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

لہٰذا قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کے چہرہ (اور اس کی رضا) کے طلبگار ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ [الروم:۳۸]

زکاۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت عید کا چاند دکھائی دینے سے لے کر عید کی نماز سے پہلے تک ہے، جیسا کہ اوپر حدیث میں گزرا۔ لہٰذا اِس کی ادائیگی میں اِتنی تاخیر نہیں کرنا چاہیے کہ عید کی نماز بھی ہو جائے اور اُس کا فطرہ ادا کرنا ابھی باقی ہو۔

بہت سے لوگ عید کا چاند دکھائی دیتے ہی عید کی تیاریوں میں اس طرح کھو جاتے ہیں کہ اکثر صدقۂ فطر کی ادائیگی ذہن سے نکل جاتی ہے۔ پھر عید کی نماز سے کچھ ہی دیر پہلے اور کبھی تو عید کے خطبہ میں یاد آتا ہے۔ یہ مناسب نہیں۔ بلکہ آدمی کو چاہیے کہ فطرہ عید کی نماز سے قبل ہی ادا کر دے۔

بلکہ زکاۃ الفطر عید کے ایک یا دو دن پہلے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عید سے ایک یا دو دن قبل اُن لوگوں کو فطرہ دے دیا کرتے تھے جو اُسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبول کر لیتے تھے۔[1]

صدقۃ الفطر میں طعام کی مختلف قسمیں مذکور ہیں جنھیں حدیث وفقہ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

---

[1] - عَنْ نَافِعٍ قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ. [خ: الزكاة ١٥١١]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۸:

عید کا دن

عید کا دن خوشی کا دن ہے۔ یہ روزوں کی مشقت کے بعد راحت کا دن ہے۔ یہ محرومی کے بعد لذت کا اور مجاہدے کے بعد انعام کا دن ہے۔

اسلام میں اگرچہ سادگی اور زہد کی ترغیب دی گئی ہے لیکن اِسی کے ساتھ مختلف مواقع پر اُن کی مناسبت سے دنیوی زینت اختیار کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اسلام کے اعتدال اور انسانی فطرت سے مطابقت کی واضح دلیل ہے۔

عید کا دن پاکیزگی اور زینت اختیار کرنے کا دن ہے۔

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا)[1]

عید کے دن غسل کرنا لازم نہیں البتہ مستحب ہے۔

یہ بھی مستحب ہے کہ مسلمان اپنے لباس میں سے بہترین لباس پہن کر عید کی نماز کے لیے جائیں۔ ضروری نہیں کہ لباس نیا ہو، بلکہ اپنے کپڑوں میں سے بہترین لباس پہن کر نمازِ عید کے لیے جانا بھی کافی ہے۔

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما عیدین میں اپنا سب سے اچھا لباس پہنا کرتے تھے۔ (سنن بیہقی)[2]

---

[1] - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى. [الموطا: النداء للصلاة ٣٨٤]

[2] - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ فِي العيدينِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ. [هق: صلاة العيدين ٦٣٦٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عید زندگی بھر کے مجاہدوں کے بعد مشقتوں سے نجات کے دن کی یاد دہانی ہے۔ یہ دنیا کی تکلیفوں اور رنج و غم سے آزادی کے دن کو یاد دلانے والا دن ہے۔ رمضان میں کھانے پینے سے محرومی کے تسلسل کے بعد عید کا دن ہوتا ہے جس میں ایک مومن کھاتا پیتا ہے، بہترین لباس پہنتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اپنے دوست واحباب اور رشتہ داروں سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ پس اسی طرح دنیا کے اِس دارالامتحان سے نکل کر ایک مومن آخرت کی جنت میں داخل ہوگا اور سایہ دار باغوں میں، بہترین لباس پہنے اہل جنت کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزارے گا۔

عید کا دن جنت میں داخلہ کا دن یاد دلاتا ہے اور اُس دن کی تیاری کے لیے ایک بندۂ مومن کو آمادہ کرتا ہے۔

عید روزوں کے ختم ہونے کا دن ہے لہٰذا اِس دن عیدگاہ جاتے وقت کچھ کھا کر ہی جانا چاہیے۔ عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ بلکہ عیدگاہ جانے سے قبل طاق عدد کھجوریں کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ طاق سے مراد ایک، تین اور پانچ وغیرہ ہیں۔ لیکن چونکہ حدیث میں طاق کھجوروں کا ذکر ہے جس سے دو سے زیادہ کھجوریں مراد ہیں لہٰذا کم از کم تین کھجوریں کھا کر عیدگاہ جانا چاہیے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن (نماز کے لیے) طاق عدد کھجوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے۔ (بخاری)[1]

عید کے دن ایک دوسرے سے کیا کہیں؟

ہر قوم کے افراد آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کچھ نہ کچھ کلمات تحیہ کے طور

---

[1] - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا. [خ: أبواب العيدين ٩٥٣]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کہتے ہیں۔ اسلام میں بھی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ سلام نہ صرف آپس میں ایک دوسرے کے لیے سلامتی اور اللہ کی رحمت و برکت کی دعا ہے بلکہ وہ اپنے دل کو دوسرے مسلمانوں کے لیے کھوٹ سے پاک کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

لیکن عید کا دن عام دن نہیں۔ عید کے دن سلام کے کلمات کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو کچھ اور کلمات بھی تعلیم دیے گئے ہیں۔ ان کلمات کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن مسلمانوں کے ایک دوسرے کے لیے کیا جذبات ہونے چاہیے۔

جبیر بن نفیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جب عید کے دن ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے:

(تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ)

اللہ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے۔[1]

ایک روایت میں ہے:

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُم

(اللہ ہم سے اور آپ سب سے قبول فرمائے)[2]

صحابہ کے اِس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مومن کو چاہیے کہ وہ عید کے دن اللہ

---

[1] - عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا الْتَقَوا يَومَ العِيدِ يَقُولُ بَعضُهُم لِبَعضٍ: (تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ) [فتح الباري: العيدين: باب سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَام]

[2] - وفي رواية: (تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُم) [رواه أبو القاسم الأصبهاني في كتابه (الترغيب والترهيب)] [تمام المنة ص ٣٥٥]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ سے رمضان المبارک میں کیے ہوئے اعمال کی قبولیت کا امیدوار ہو۔ یہ احساس اُس پر اِس قدر غالب ہو کہ خود اپنے لیے بھی اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی ان جذبات کا اظہار دعا کی شکل میں کرنے لگے۔ وہ اپنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے قبولیت و مغفرت کا طالب ہو۔

اسلام خیر خواہی کا دین ہے، اور مومن ہر حال میں خیر خواہ ہوتا ہے۔ عید کا دن اِسی خیر خواہی کے اظہار کا دن ہے۔

بلاشبہ عید کا دن خوشی کا دن ہے۔ لیکن اسلام ایک مسلمان کو خوشی کے مواقع پر بھی شریعت کی حدیں پار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ چاہے خوشی کا موقع ہو یا غم کا، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہ کرے۔

بعض مسلمان رمضان کے ختم ہوتے ہی اِسلام اور شریعت کی پابندیوں کو ایک دَم سے بھول جاتے ہیں۔ عید کے دن بعض مسلمانوں کا ناچ گانے اور موسیقی کے ذریعہ دوسری قوموں کے سامنے اسلام کی تصویر کو مسخ کرنا، خواتین کا زیب و زینت کے ساتھ بے پردگی کا اظہار کرنا رمضان کے مقصد اور فائدے کو مذاق بنا کر رکھ دیتا ہے۔

اِس سے بڑھ کر اسلام کا مذاق کیا ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان رمضان کا پورا مہینہ شریعت کی پابندی میں گزارے لیکن جیسے ہی یہ مہینہ ختم ہو جائے وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں جا پڑے۔ وہ تربیت کے مرحلہ میں پابند بنا رہے لیکن امتحان کا موقع آتے ہی شریعت سے آزاد ہو کر ناکامی کا ثبوت دے۔ کتنا بدقسمت ہے وہ مسلمان جس کی مہینہ بھر کی تربیت کا اثر رمضان کے ختم ہوتے ہی کافور ہو جائے اور وہ اس مبارک مہینے کے ختم ہوتے ہی تقویٰ کا لباس اتار پھینکے اور فسق و فجور کے راستے کی طرف دوڑ پڑے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۲۹:

رمضان کے بعد (۱)

رمضان کی تربیت کا حاصل یہ ہے کہ آدمی رمضان کے بعد بھی تقویٰ شعار زندگی کا اہتمام کرے۔ رمضان کوئی قید خانہ نہیں کہ آدمی رمضان ختم ہوتے ہی شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہو جائے اور اپنے ہاتھوں تعمیر کی ہوئی تقویٰ کی عمارت خود ہی ڈھا دے۔ بلکہ رمضان کا مہینہ ایک تربیت ہے جس کا واقعی فائدہ رمضان کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان جہاں رمضان کو صحیح طور پر گزارنے کا خواہش مند ہو وہیں رمضان کے بعد اپنی زندگی کو پہلے سے بہتر بنانے کا عزم بھی اپنے دل میں رکھتا ہو۔

آیئے رمضان سے حاصل شدہ بعض اسباق پر غور کرتے ہیں اور رمضان کے بعد آنے والی زندگی کے لیے کچھ عزائم کرتے ہیں۔

۱۔ وقت کی قدر:

رمضان کے ختم ہوتے ہی اکثر لوگوں کو اِس چیز کا شدید احساس ہوتا ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا اور چلا گیا۔ بہت سے لوگ اس مہینہ کے خاتمہ پر افسوس و ندامت اور حسرت کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ کاش ہم اِس مہینہ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے، کاش ہم اپنے اوقات کو ضائع نہ کرتے۔ عبادات کا اہتمام کرنے والے بھی اسی احساسِ جرم میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ کاش ہم اپنے اوقات کی مزید بہتر تنظیم کرتے اور اِس مہینہ کی برکات سے خوب مستفید ہوتے۔

رمضان کا خاتمہ زندگی کی قدر سمجھاتا ہے۔ وہ زندگی کے خاتمہ کو یاد دلاتا ہے کہ جس طرح رمضان تیزی سے نکل گیا اِسی طرح یہ زندگی بھی تیزی سے نکل جائے گی۔ جس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان کا ختم ہو جانا افسوس اور ندامت کا سبب بنا اِسی طرح زندگی کے اِس قیمتی موقع کو ضائع کرنے والے بھی آخرت میں افسوس کرتے دکھائی دیں گے۔لیکن اُس وقت اُن کی حسرت اور ندامت بے قیمت ہو کر رہ جائے گی۔ وہ ایک اور موقع اللہ سے مانگیں گے لیکن انھیں کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ

اور کاش کہ تم مجرموں کا حال دیکھتے جب وہ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے۔ وہ کہیں گے: اَے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا، پس تو ہمیں (دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، اب ہم یقین کرنے والے ہو گئے ہیں۔[السجدہ:۱۲]

لیکن قیامت کے دن اُن کا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا جائے گا اور وہ جہنم کے گڑھے میں پھینک دیے جائیں گے۔

آدمی کو چاہیے کہ وہ اِس سے سبق و عبرت لے۔ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں رمضان کی طرح اُس کی زندگی بھی ختم نہ ہو جائے اور وہ اپنی سستی اور بے عملی پر افسوس کرتا رہ جائے۔ پھر نہ افسوس اُس کے کچھ کام آئے اور نہ فریاد۔

۲۔ نیک اعمال پر دوام:

رمضان اِس لیے نہیں کہ آدمی ایک مہینہ کے لیے دین دار بن جائے اور مہینہ ختم ہوتے ہی دین داری کا لباس اُتار دے۔ بلکہ رمضان کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی مہینہ بھر جس طرح نیک اعمال کرتا رہا، مہینہ ختم ہونے کے بعد بھی اِس اہتمام کو باقی رکھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر عمل کرنے والا پابندی سے جمارہے چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)[1]

اِسی طرح آپ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اَے عبداللہ، فُلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا جو رات میں قیام اللیل کرتا تھا، لیکن پھر اس نے اپنا عمل چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)[2]

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل چاہے فرض ہو یا نفل، اللہ تعالیٰ کو محبوب یہ ہے کہ آدمی اُس پر مداومت اختیار کرے۔

۳۔ دینی ماحول سے جڑے رہنا:

رمضان المبارک کا دینی ماحول ایک بے عمل کو بھی عمل پر کھڑا کر دیتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان پر ماحول کا بہت اثر ہوتا ہے۔ یہ دینی ماحول ہی کی برکت ہے جو ایک انسان کے باطن کو ایمان وتقویٰ سے منور کرتی ہے اور اس کے ظاہر کو اللہ کی طاعت سے مزین کرتی ہے۔

لٰہذا رمضان کے بعد بھی دینی مجالس میں ضرور حاضر ہونا چاہیے۔ اہل علم کے دروس اور وعظ ونصیحت کی مجالس میں حاضری کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ ان مجالس میں حاضری سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور اُس میں اپنے احتساب اور اپنی اصلاح کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے صحابہ سے کوئی ناگوار بات پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا: جنت وجہنم میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے خیر وشر میں آج کے دن کی طرح کوئی دن نہیں دیکھا۔ اور اگر تم جان لو

---

[1] - قال النبي ﷺ: أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا، وَإِنْ قَلَّ. [خ: الرقاق ٦٤٦٤ — م: صلاة المسافرين وقصرها٢١٨- (٧٨٣)] واللفظ لمسلم

[2] - عن عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا عَبْدَ اللهِ، لاَ تَكُنْ مِثْلَ فُلاَنٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ، فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ. [خ: التهجد ١١٥٢ - م: الصيام ١٨٥-(١١٥٩)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو میں جانتا ہوں تو تمھاری ہنسی کم ہو جائے اور تمھارا رونا بڑھ جائے۔ فرماتے ہیں: صحابہ پر اِس سے زیادہ سخت دن کبھی نہیں آیا تھا، انھوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور سسکیاں لے کر رونے لگے۔ (بخاری و مسلم)[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے صحابہ پر جو اثر ہوا، وہ اِس حقیقت کی ایک مثال ہے کہ دینی مجالس اور وعظ و نصیحت کا قلوب پر کتنا گہرا اثر ہوتا ہے۔ ان مجالس میں اللہ کی عظمت، آخرت کی یاد، دنیا کی حقارت، گناہوں کے نتائج وغیرہ کا تذکرہ انسان کو توبہ و اصلاح کی طرف مائل کرتا ہے اور دنیوی ماحول کے برے اثرات سے اُس کے دل کو پاک کرتا ہے۔

لہٰذا رمضان کے بعد بھی دینی مجالس میں حاضری اپنے دین و ایمان کی حفاظت، اور اس کی تجدید و تقویت کی خاطر ضروری سمجھیں۔ نہ صرف خود اِن مجالس میں حاضر ہوں بلکہ اپنے ساتھ اپنے بیوی بچوں کو بھی لے جائیں تاکہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر والے بھی جنت کے راستے پر ثابت قدم رہ سکیں۔

اِسی طرح اپنی ذاتی مجالس و تعلقات بھی ایسے ہی لوگوں سے رکھنا چاہیے جو دین کے پابند ہوں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر شخص اچھی طرح دیکھ لے کہ وہ کس کو اپنا دوست بنائے ہوئے ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)[2]

☆☆☆

---

[1] - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالَ: فَمَا أَتَى عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمٌ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ: غَطَّوْا رُءُوسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِينٌ قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. [خ: تفسير القرآن ٤٦٢١ - م: الفضائل ١٣٤- (٢٣٥٩)] واللفظ لمسلم

[2] - قال النبي ﷺ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ. (د ت) عن أبي هريرة. [صحيح الجامع ٣٥٤٥] (حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ۳۰:

رمضان کے بعد (۲)

۴۔ حرام کمائی سے بچنا:

روزہ اور رمضان کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اِس چیز کے لیے آمادہ کرے کہ اگر اللہ حکم دیدے تو میں اللہ کی خاطر اپنی جائز حاجات کو بھی چھوڑ دوں گا۔ روزہ ہر مسلمان سے اِس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ حرام سے بدرجۂ اولیٰ بچے۔ رمضان کے بعد جب وہ دوبارہ اپنی تجارت اور ملازمت میں مصروف ہو تو اپنے تجارتی معاملات میں تمام حرام وسائل سے بچے۔ نہ وہ حرام چیزوں کی خرید وفروخت کرے، نہ غیر شرعی طریقوں سے تجارت کرے، نہ کسی کا مال ہڑپے، نہ کسی کو دھوکہ دے، نہ خیانت کرے، نہ چوری کرے۔ بلکہ حلال چیزوں کو حلال ذرائع سے اور حلال طریقے سے حاصل کرے اور حلال طریقہ ہی سے فروخت کرے۔ حرام کمائی نہ صرف انسان کو آخرت میں اللہ کے عذاب کا مستحق بناتی ہے بلکہ دنیا میں بھی اُس کی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ طیب ہے، اور وہ سوائے طیب کے کوئی اور چیز قبول نہیں کرتا، اور اُس نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

اے رسولو! طیبات (یعنی پاک چیزوں) میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو، تم جو بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کرتے ہو مجھے اُس کا پورا علم ہے۔

اور فرمایا:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ

اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بطور رزق دی ہیں، اُنھیں میں سے کھاؤ۔

پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں، گرد وغبار میں اَٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے پکار رہا ہے، یارب! یارب! لیکن (حال یہ ہے کہ) اُس کا کھانا حرام ہے، اُس کا پینا حرام ہے، اُس کا لباس حرام ہے، وہ حرام ہی پر پل رہا ہے، اب اُس کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے؟ (مسلم)[1]

۵۔ خیر کے کاموں میں خرچ کرنا

رمضان میں آدمی عموماً گھر والوں پر اور غرباء وفقراء پر خرچ کرتا ہے۔ یہ بڑی سعادت کی چیز ہے کہ آدمی اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کی پسند کے کاموں میں خرچ کرے۔ وہ اپنا مال اپنے اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی میں خرچ کرے، وہ غرباء وفقراء کی حاجت پوری کرنے میں اپنا مال صرف کرے، وہ اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی دعوت کو عام کرنے میں اپنا مال لٹائے، وہ بخل کی بجائے سخاوت کو اپنا شعار بنائے، وہ خرچ کرنے کو بے وجہ روک رکھنے پر ترجیح دے۔

---

[1] - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} [المؤمنون: ٥١] وَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ} [البقرة: ١٧٢] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟ [م: الزكاة ٦٥- (١٠١٥)] عن أبي هريرة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال خرچ کرو، اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔ (بزار، طبرانی)[1]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم، تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری ومسلم)[2]

لہٰذا خرچ کرنے والے رمضان کے بعد بھی اللہ کی راہ میں اُسی طرح خرچ کرتے رہیں جس طرح رمضان کے مہینہ میں کرتے تھے۔

☆☆☆

خاتمہ

رمضان کا مہینہ پانا ایک سعادت ہے لیکن اِس سے بڑھ کر سعادت یہ ہے کہ اِس مہینہ میں انسان اپنے ماضی کے گناہوں کی مغفرت کرالے اور اپنے اندر اتنا تقویٰ پیدا کرلے کہ یہ تقویٰ شیطان، نفس اور بُرے ماحول کے مقابلہ میں اُس کے لیے ڈھال بن جائے۔

اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں کیے ہوئے ہمارے نیک اعمال کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہماری نیکیوں کے بدلے ہمیں جنت الفردوس میں ابدی ٹھکانہ عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

۱۸ رشعبان ۱۴۳۸ھ/ ۱۴ رمئی ۲۰۱۷ء

---

[1] - قال النبي ﷺ: انْفِقْ يا بِلالُ ولا تَخْشَ مِنْ ذي العَرْشِ إقْلالاً. (البزار) عن بلال وعن أبي هريرة (طب) عن ابن مسعود. (صحيح) [صحيح الجامع ۱۵۲۱]

[2] - قال النبي ﷺ: قَالَ اللهُ: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ. [خ: النفقات ۵۳۵۲ - م: الزكاة ۳۶- (۹۹۳)] عن أبي هريرة واللفظ للبخاري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف

اقــراء دی تــروتھ

اقرادی تروتھ فاؤنڈیشن، اللہ کا م کرنے والا ادارہ ہے جو نیرول، نوی ممبئی میں واقع ہے۔

ہمارا مقصد: اللہ (اسلام) کے پیغام کو تمام عالمِ انسانیت تک پہنچانا۔

ہمارا مشن: مختلف النوع سرگرمیوں اور سہولیات کی مدد سے قرآن کریم اور حدیث پر مبنی، اور امت کے اسلاف کے طریقہ کار کے مطابق اسلامی تعلیمات کی سچائیوں اور اس کی قدر و منزلت کو سمجھانا، جس کی عصرِ حاضر میں اشد ضرورت ہے۔

اقرادی تروتھ فاؤنڈیشن، جہاں کہیں بھی قابلِ عمل ہو، اپنی سرگرمیوں کے لئے جدید تکنیک کا استعمال کرتا ہے۔ اسلام کے موضوع پر اس کی پیشکش بذریعہ انٹرنیٹ، سی ڈی/ ڈی وی ڈی اور اشاعتی میڈیا (کتابیں اور پرچے) دنیا بھر کے لاکھوں لوگوں تک پہنچتی ہے۔

اس کتاب میں شامل موضوع سے متعلق مزید معلومات کے لئے از راہِ کرم آپ اقراء دی تروتھ فاؤنڈیشن سے رابطہ کریں۔ فاؤنڈیشن کے منصوبوں میں آئندہ بھی اس طرح کی کتابیں اردو اور ہندی میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ بھی اس طرح کی کتابیں دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں تو براہِ کرم ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری سرگرمیاں

۱۔ ماہانہ دعوتی پروگرام (اجتماع)

۲۔ سمر اور ونٹر اسلامک کیمپ (بچوں کے لئے)

۳۔ اسلامی کتابوں اور ہینڈ بل کی اشاعت و مفت تقسیم

۴۔ اسلامک سی ڈی اور ڈی وی ڈی کی مفت تقسیم

۵۔ اسلامک ویب سائٹ: www.iqrathetruth.com اور www.fortressofmuslim.com

۶۔ اسلامی درس اور اجتماعات کی آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ

۷۔ اسلامک یوٹیوب چینل (www.youtube.com/iqradtruth)

.... اور دین اسلام سے جڑی دیگر خدمات

برائے رابطہ

فون: +91-9773289009 / +91-9970834402

ای میل: info@iqrathetruth.com

ویب سائٹ: www.iqrathetruth.com

IQRA THE TRUTH

Reaching the message of Allah to all mankind.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حصن المسلم

دعاؤں کی ایک جامع کتاب

قرآن وسنت سے ماخوذ دعاؤں کا مجموعہ (حصن المسلم) اپنے لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، ٹیبلیٹس اور موبائل پر ٹیکسٹ کے ساتھ ساتھ آڈیو فارمیٹ میں سننے کے لئے وزٹ کریں

www.fortressofmuslim.com

آپ خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں تک شیئر کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

PUBLISHED BY :

IQRA THE TRUTH FOUNDATION

IQRA THE TRUTH
Conveying the message of Allah to all mankind

001, Innovative Pride, Plot-71, Sec-50E,
Nerul, Navi-Mumbai - 400706.
Web : www.iqrathetruth.com
+91-9970834402 / +91-9773289009